امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

# ماہنامہ شریعت

جلد 9 مئی 2020ء بمطابق رمضان - شوال 1441ھ ق شمارہ 3

## حساس لمحات اور خلاف حقائق رپورٹس

## طاقت، جدید دنیا میں رہنے کا واحد راز

- سفاکانہ واردات اور پس پردہ عزائم
- بین الافغان مذاکرات اور رکاوٹیں

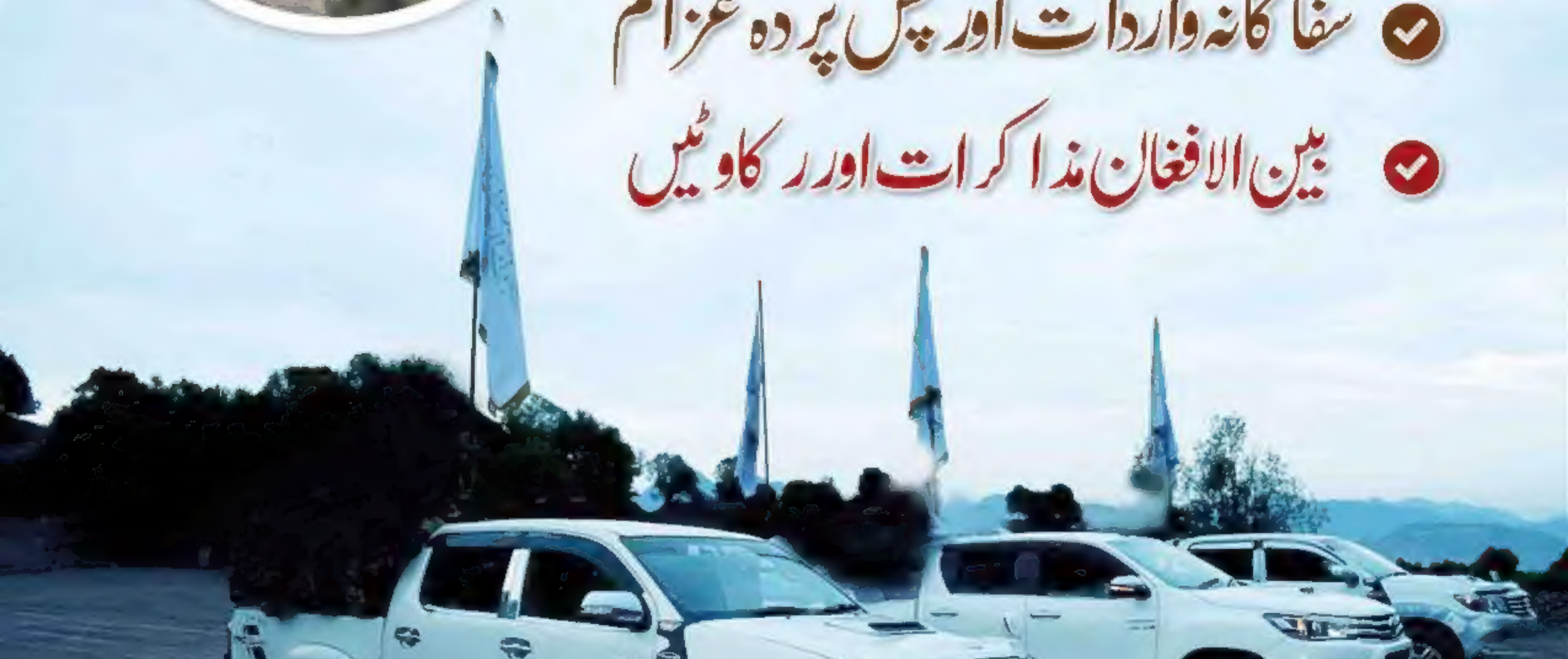

# امارت اسلامیہ بقا کی بنیاد ہے

# فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ ، وَكَانَ أَجْوَدَ النَّاسِ ، وَكَانَ أَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ ، فَانْطَلَقَ نَاسٌ قِبَلَ الصَّوْتِ ، فَتَلَقَّاهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاجِعًا ، وَقَدْ سَبَقَهُمْ إِلَى الصَّوْتِ ، وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ ، فِي عُنُقِهِ السَّيْفُ وَهُوَ يَقُولُ: لَمْ تُرَاعُوا، لَمْ تُرَاعُوا قَالَ: وَجَدْنَاهُ بَحْرًا ، أَوْ إِنَّهُ لَبَحْرٌ. قَالَ: وَكَانَ فَرَسًا يُبَطَّأُ.

(السلسلة الصحيحة: ٣٣٨٠)

ترجمہ: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ حسین، اور سب سے زیادہ سخی، اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات اہل مدینہ خوف زدہ ہوگئے، صحابہ اس آواز کی طرف گئے، راستہ میں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جگہ سے واپس آتے ہوئے ملے، آپ آواز کی طرف جانے میں ان سے سبقت لے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوطلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مبارک میں تلوار تھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے: کوئی گھبرانے کی بات نہیں، کوئی گھبرانے کی بات نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم نے اس گھوڑے کو تیز رفتاری میں سمندر کی طرح پایا، یا وہ سمندر ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ گھوڑا بہت آہستہ چلتا تھا۔

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

# ماہنامہ شریعت

جلد۹/ مئی ۲۰۲۰/ رمضان، شوال ۱۴۴۱/ شمارہ ۳

مدیر اعلیٰ: ولید افغان

نائب مدیر: شمس ابدالی

**مجلس مشاورت**

ملا اسد افغان — ہارون بلخی

اکرم تاشفین — محمد فرہاد جانباز

سیف العادل احرار

ڈیزائننگ: مولوی محمد فاروق

قیمت فی شمارہ 50 روپے

سالانہ 500 روپے

**سالانہ زر تعاون**

امریکا، آسٹریلیا، افریقا، یورپی ممالک: 40ڈالر

سعودی عرب، متحدہ عرب امارت: 30ڈالر

بنگلہ دیش: 28ڈالر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

'ماہنامہ شریعت' امارتِ اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے۔ یہ امارت اسلامیہ کے رسمی 'میڈیا و ثقافتی کمیشن' کی جانب سے شایع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری اسلام و کفر کی کشمکش، سیاسی و جہادی واقعات و حالات اور ستم رسیدہ مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے انسانیت سوز مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

## عکس دروں

| | |
|---|---|
| حساس لمحات اور خلاف حقائق رپورٹس | 2 |
| ہفتہ وار پریس بریفنگ | 3 |
| کرونا اور بھارت کے مظلوم مسلمان | 6 |
| ہم ایک ایجنڈے کے ساتھ آئیں گے | 9 |
| کابل انتظامیہ امن کی راہ میں کیوں رکاوٹ ہے؟ | 11 |
| میڈیا کے ذریعے دیا جانے والا مغالطہ اور حقائق | 13 |
| سفاکانہ واردات اور پس پردہ عزائم | 15 |
| شہید امیر المومنین کی جائیداد بارے پروپیگنڈا | 17 |
| اور ایک دفعہ پھر ورغلانے کی کوشش | 18 |
| امارت اسلامیہ کی تعلیمی سرگرمیوں پر نظر | 20 |
| افغان فوج کے ہتھیار ڈالنے کا سلسلہ تیز | 21 |
| بین الافغان مذاکرات اور رکاوٹیں | 23 |
| کابل انتظامیہ کا پروپیگنڈا | 24 |
| تین دل خراش واقعات | 26 |
| شراکتِ اقتدار اور بین الافغان مذاکرات | 28 |
| داعش کے مظالم، اشرف غنی کا صبر | 29 |
| طاقت، جدید دنیا میں رہنے کا واحد راز | 30 |
| کابل انتظامیہ کے الزامات کے مقاصد | 31 |
| کرونا وائرس: عالمی قیادت کی تبدیلی | 33 |
| مجرموں کا انجام قریب ہے | 35 |
| کابل انتظامیہ کا ہر دعوی جھوٹ | 37 |
| مزارات کی بے حرمتی | 38 |
| امارت اسلامیہ بقا کی بنیاد ہے | 39 |
| جنگی جرائم اپریل | 40 |
| افغانستان اپریل 2020 میں | 42 |

Twitter: www.twitter.com/shariatmagazine1
Facebook: www.facebook.com/shariatmagazine
Web: www.alemarahurdu.com
E-mail: shariatmagazine@yahoo.com
WhatsApp: 0093708638285

# حساس لمحات اور خلاف حقائق رپورٹس

جب 19 برس قبل انسانی تاریخ کے سب سے بڑے جنگی اتحاد نے افغانستان پر حملہ کیا تب سے لے کر آج تک ہماراوطن میدان جنگ بناہوا ہے؛ ظاہر ہے اس جنگ کے تمام برے اثرات افغان مظلوم قوم پر ہی مرتب ہوئے۔

لیکن اس جنگ میں امریکہ اور اس کے اتحادی جس قدر جانی اور مالی نقصانات سے دوچار ہوئے اور خطے کے دیگر ممالک پر اس جنگ کے جو بد اثرات مرتب ہوئے وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ چند ماہ قبل قطر میں امریکہ اور امارت اسلامیہ کے درمیان ہونے والے معاہدے پر افغان عوام سمیت امریکہ، اس کے اتحادی اور خطے کے دیگر ممالک بھی خوش تھے اور اقوام متحدہ سمیت پوری دنیا اس کو ایک اچھی پیش رفت سمجھ کر اس کی تائید کر رہی تھی۔

تو اس بڑی کامیابی کو اہمیت دینا، اس کی حفاظت کرنا اور اس کو عملی جامہ پہنانے کی راہ میں رکاوٹوں کو ختم کرنا پوری دنیا اور خاص کر اقوام متحدہ اور بااثر ممالک کی اہم ذمہ داری ہے۔ لیکن افسوس کہ نہ اقوام متحدہ اور نہ ہی دیگر بڑے ممالک نے اس معاہدہ کو وہ اہمیت دی جو اسے دینی چاہئے تھی اور نہ ہی اس معاہدہ کی حفاظت کے لئے اپنی ذمہ داری نبھائی بلکہ اس مسئلہ کو امارت اسلامیہ اور امریکہ کے لئے ایسے چھوڑ دیا جیسے باقی دنیا کا اس سے کوئی سروکار نہ ہو۔

پانچ ہزار طالبان قیدیوں کی فوری طور پر رہائی اور اس کے بعد متصلا بین الافغانی مذاکرات کا آغاز اس معاہدہ کی اہم شق تھی اور معاہدہ کے وقت کابل ادارے نے اس پر کسی قسم کا اشکال نہیں کیا تھا جو کابل ادارے کی طرف اس پر رضامندی کی دلیل تھی۔ لیکن جب معاہدہ کے ان امور پر عمل کرنے کا وقت آیا تو کابل ادارے نے اس میں مختلف قسم کی رکاوٹیں ڈالنا شروع کئے۔ اور پانچ ہزار طالبان قیدیوں کی فوری طور پر رہائی سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے آج تک بین الافغانی مذاکرات تاخیر کا شکار ہیں۔

کابل ادارے کی اس غیر ذمہ دارانہ حرکت سے متعلق اقوام متحدہ نے کوئی گرفت کی اور نہ ہی دیگر بااثر ممالک نے اپنے رد عمل کا اظہار کیا جو کہ اس بڑے اور تاریخی معاہدہ کے ساتھ صریح زیادتی تھی کیونکہ اگر کابل ادارہ اپنے انکار پر مصر رہتا تو معاہدہ کے ختم ہونے کا خطرہ تھا یہ تو امریکہ کی طرف سے دباؤ تھا کہ کابل ادارے نے بتدریج قیدیوں کو رہا کرنا شروع کر دیا ہے۔

معاہدے کی اس اہم شق کے حوالے سے کابل ادارے کی غیر ذمہ دارانہ حرکت پر اقوام متحدہ کی خاموشی تو افسوسناک تھی ہی اس سے زیادہ قابل افسوس بات حال ہی میں اقوام متحدہ کی جانب سے افغانستان میں بیرونی جنگجوؤں کے قیام اور دیگر موضوعات سے متعلق حقائق کے خلاف رپورٹس کا منظر عام پر آنا ہے؛ جو افغان قوم کے لئے سخت حیرانگی کا باعث بنا ہوا ہے۔ اس رپورٹ میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ افغانستان میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے ساتھ بیرونی مجاہدین بھی دشمن کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں۔

ہم مانتے ہیں کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ بہت سارے غیر مسلم نے بھی ہمارے ملک پر کئے گئے قبضہ کی مذمت کرتے ہوئے، ہمارے ساتھ اخلاقی ہمدردی کا اظہار کیا، اس سے نہ ہم نے پہلے انکار کیا اور نہ آئندہ کریں گے۔ لیکن یہ بات پوری دنیا حتی کہ ہمارے مقابل بھی جانتے ہیں کہ ان انیس برسوں میں ہم کبھی بھی افرادی قوت کی کمی کا شکار نہیں ہوئے بلکہ ہمارے پاس تو میدان جہاد میں جانے کے لئے اتنے جوان آتے ہیں کہ ہم سب کو اسلحہ اور دیگر جنگی ساز وسامان بھی فراہم نہیں کر سکتے تو باہر سے آنے والوں کی ہمیں کیا ضرورت ہوگی؟

ہم قومی، لسانی اور دیگر تعصبات کی بڑی سختی کے ساتھ تردید کرتے ہیں اور دشمن کے خلاف جاری ہماری یہ لڑائی قومی لڑائی نہیں بلکہ ایک شرعی مقدس جہاد ہے، تو ایسا نہیں کہ ہم اس جہاد میں افغانوں کے علاوہ کسی اور مسلمان کی شمولیت کے مخالف ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ ہمارے وطن کے اپنے جوان دشمن کے مقابلے کے لئے کافی ہیں اس لئے دیگر ممالک سے آنے والے مجاہدین کی ضرورت محسوس نہیں ہو رہی، یہی وجہ ہے کہ ہم نے گزشتہ انیس برسوں میں کبھی بھی دنیا کے دیگر ممالک کے مسلمانوں سے یہاں آنے کا مطالبہ نہیں کیا۔

یہ بات بھی واضح ہے کہ حالیہ جنگ گوریلا جنگ ہے، مجاہدین دشمن پر حملے کرنے کے بعد مختلف شہروں اور علاقوں میں جا کر عوام کے ساتھ ایسے گھل مل جاتے ہیں کہ مجاہدین اور عام شہریوں میں فرق نہیں کیا جا سکتا، کسی غیر ملکی کے لئے عام شہریوں میں گھل مل ہو جانا بہت مشکل ہے ہر کوئی باسانی اسے پہچان جاتا ہے۔ اگر یہاں غیر ملکی مجاہدین موجود ہیں تو وہ کہاں رہتے ہیں، کہاں جاتے ہیں؟ کسی کو دکھائی کیوں نہیں دیتے؟ کیا کابل ادارہ کسی ایک غیر ملکی مجاہد کا ٹھکانہ دکھا سکتا ہے؟

افسوس کا مقام یہ ہے کہ اقوام متحدہ کی جانب سے نشر کی گئی اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ان معلومات کے لئے کسی قسم کی آزادانہ تحقیق نہیں ہوئی بلکہ یہ رپورٹ کابل ادارے اور دیگر حکومتوں کی جانب سے دی گئی معلومات کی روشنی میں تیار کی گئی ہے۔

کابل ادارہ امارت اسلامیہ کے ساتھ عملی جنگ میں مصروف ہے اور ایسے کئی ممالک ہیں جو افغانستان میں جاری اس جنگ کو طول دینا چاہتے ہیں۔ تو اقوام متحدہ کے شایان شان نہیں کہ وہ کابل ادارے اور اس طرح کے دیگر ممالک کی جانب سے مہیا کئے گئے معلومات کی بنیاد پر رپورٹ تیار کر کے نشر کرے۔ یہی وجہ ہے کہ اس رپورٹ میں کافی تضادات پائے گئے ہیں۔

عالمی مسائل کا حل اقوام متحدہ کے اہم مقاصد میں سے ایک ہے، اس لئے چاہئے کہ اقوام متحدہ اپنی ذمہ داری نبھاتے ہوئے اپنی تمام تر توجہ اس عالمی مسئلہ کے حل کی طرف مبذول کرے، کابل کے بے اعتبار ادارے کی جانب سے دی گئی معلومات کی بنیاد پر اس قسم کے اقدامات اور اظہار نہ کرے جس سے اقوام متحدہ کی عالمی ساکھ کو نقصان پہنچے اور اس کی غیر جانبداری کو چیلنج کیا جا سکے۔

# ہفتہ وار پریس بریفنگ

دنیا کی دیگر ذمہ دار حکومتوں کی طرح امارت اسلامیہ بھی اپنے ملک کے اہم ایشوز پر اپنا ہفتہ وار موقف دیتی ہے۔ چونکہ یہ امارت اسلامیہ کا باقاعدہ سرکاری موقف ہوتا ہے اس لیے اس کی اہمیت کے پیش نظر ماہنامہ شریعت نے فیصلہ کیا ہے کہ ماہانہ بنیادوں پر ان کی اشاعت کی جائے اور قارئین تک پہنچایا جائے۔

***

## کرونا بحران اور امارت اسلامیہ کی فلاحی کارکردگی

4اپریل2020

### ہفتہ وار تبصرہ

کورونا وائرس نے عالمی وبا کی شکل اختیار کی ہے۔ تقریبا دنیا کے تمام ممالک میں پھیل چکی ہے، اس وائرس نے انسانوں کی زندگی کو اس قدر متاثر کیا ہے جس کی مثال پچھلے کئی عشروں میں ملنا مشکل ہے۔ اقوام متحدہ نے اسے تاریخ کا سب سے بڑا اور بین الاقوامی بحران قرار دیا ہے۔ عالمی سطح پر اقتصادیات، درآمدات و برآمدات، نقل و حمل، تعلیمی و ثقافتی ادارے، یہاں تک کہ ورزش اور سیاحت تک اس کے زیر اثر آگئے ہیں اور یہی ایک موضوع ہے جو میڈیا میں سرفہرست ہے۔ اس وائرس کے پھیلاؤ کو روکنے کا واحد ذریعہ احتیاطی تدابیر پر عمل درآمد اور اس کے متعلق آگہی مہم چلانا ہے۔ لہذا ارباب اختیار کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس وائرس کے متعلق آگہی مہم چلائیں تاکہ اسے مزید پھیلنے سے روکا جاسکے۔

افغانستان کے اکثر علاقے امارت اسلامیہ کے زیر نگیں ہیں۔ امارت اسلامیہ نے ہمیشہ باشندگانِ ملک کے جان و ایمان کے تحفظ کے لیے فریضے کے طور پر اقدامات اٹھائے ہیں، کورونا کے ظہور کے وقت سے امارت اسلامیہ نے اپنے حصے کے اقدامات اٹھائے ہیں۔ مجاہدین نے اپنے زیر اثر ہیلتھ کمیشن کو ہدایت جاری کی کہ فلاحی اداروں کے ساتھ آگہی مہم چلائیں، اس حوالے سے امارت اسلامیہ کی جانب سے شائع شدہ اعلامیہ میں دو باتیں نہایت اہمیت کی حامل ہیں۔ پہلی بات یہ کہ باشندگان ملک کے دینی احساسات کو بیدار کیا جائے، تاکہ وہ کورونا کو تقدیر الہی اور عبرت ناک ابتلا سمجھ لیں اور وہ اس ابتلا سے نجات کے لیے توبہ واستغفار اور حفاظت کے لیے مسنون دعاؤں کا اہتمام کریں۔ دوسری بات یہ کہ طبّی ہدایات اور احتیاطی تدابیر پر مکمل عمل درآمد کیا جائے تاکہ اس کو روکا جاسکے۔

یوں کورونا سے بچاؤ کے لیے ملک گیر سطح پر آگہی مہم شروع ہوئی جو آج تک شروع ہے۔ اس مہم میں کورونا سے بچاؤ کے تدابیر تفصیل کے ساتھ عملی طریقے سے بتائے جاتے ہیں اور حتی الوسع ان میں کورونا سے بچاؤ کے لیے سامان بھی تقسیم کی جاتی ہے۔ امارت اسلامیہ نے اپنے اعلامیے میں بین الاقوامی فلاحی اداروں سے بھی اپیل کی کہ ان کے زیر نگیں علاقوں میں بھی دواؤں اور ویکسی نیشن کی فراہمی میں دل چسپی لیں، اس حوالے سے امارت اسلامیہ ان کے لیے آمد و رفت مکمل طور پر محفوظ بنانے کے لیے اقدامات اٹھائے گا۔ چوں کہ افغانستان کے دیہی علاقوں میں رہنے والے لوگوں کی اکثریت غربت کی زندگی گزار رہی ہے اس لیے وہ سب سے زیادہ امداد کے مستحق ہیں۔ امارت اسلامیہ نے اپنے زیر نگیں علاقوں میں ایک صاف اور شفاف احتسابی ادارہ قائم کیا ہے جو کسی بھی بدعنوانی سے پاک ادارہ ہے، اس بنا پر بین الاقوامی ادارے ان علاقوں کو نظرانداز نہ کریں۔ یہ مطالبات ایک ایسے وقت میں ہوئے جب کہ کابل انتظامیہ میڈیا پر، پروپیگنڈا تو خوب کررہا ہے لیکن عملی اقدامات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ کابل انتظامیہ نے آج تک کورونا کے مریضوں کو محفوظ طریقے سے قرنطین نہیں کیا اس لیے روزانہ کی بنیاد پر خبریں آتی ہیں کہ اتنی اتنی تعداد میں لوگ قرنطینہ سے فرار ہوگئے۔ اس کے علاوہ بازاروں میں موجود بنیادی انسانی ضروریات کی چیزیں چوں کہ سرکاری اہل کاروں کے قبضے میں ہیں، تو اسے ذخیرہ کیا گیا ہے جس کی وجہ سے شہریوں کو چیزیں خریدنے میں نہایت مشکلات درپیش ہیں۔ امارت اسلامیہ ملک میں سرگرم عمل تمام تنظیموں سے مطالبہ کرتی ہے کہ کورونا بحران میں اپنی ذمہ داریاں بروئے کار لائیں تاکہ پہلے سے مشکل میں پھنسی انسانیت کو مزید کسی مشکل کا سامنا نہ ہو۔

***

## بم باریاں جو افغان عوام کی امن کی امیدوں کا قتل کر رہی ہیں۔

11اپریل2020

گذشتہ دنوں میڈیا پر ایسی خبریں چل رہی تھیں کہ امریکی افواج نے امارت اسلامیہ کے ساتھ قطر کے دارالحکومت دوحا میں کیے گئے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے۔ گذشتہ کئی ہفتوں میں افغانستان کے جنوب اور شمال مشرق میں امریکی ڈرون حملوں کی خبر آئی جس میں وہاں کے رہنے والے لوگوں کو بھاری نقصانات پہنچے۔امارت اسلامیہ افغانستان امریکی افواج کی جانب سے معاہدے کی خلاف ورزیوں کی مثالوں کو جمع کرکے میڈیا اور امریکی افواج کے ساتھ شئیر کر رہی ہے۔کچھ دنوں قبل ایک اعلامیے کے ذریعے فریق مخالف کو معاہدے کی خلاف ورزی کا ذمہ دار قرار دیتے ہوئے اس نوع کے واقعات دوبارہ دہرانے پر سنگین نتائج کا اعلان کیا گیا تھا۔ معاہدے کی خلاف ورزی اور مسلسل بم باریاں کرنے سے افغان عوام میں بھی تشویش پائی جاتی ہے اور وہ غم وغصے میں ہیں۔ سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ پر اصحاب فکر و نظر افغانی و امریکی افواج کے ان اقدامات کو صلح کے عمل کو سبوتاژ کرنے کا عمل سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ان اقدامات سے امن کے عمل کو شدید نقصان پہنچ سکتا ہے جس کے نتیجے میں جنگ مزید پھیل سکتی ہے، جس کی ذمہ داری امریکی افواج پر ہوگی۔ لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ اقوام متحدہ اور وہ ممالک جنہوں نے امن کی کوششوں میں کردار ادا کیا اب بم باریاں کرنے پر مجرمانہ خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں۔ اقوام متحدہ اور خطے کے متعلقہ ممالک و سیاست دانوں کو چاہیے تھا کہ معاہدے کی مسلسل خلاف ورزی کرنے کو سنجیدہ طریقے سے زیر بحث لاتے تاکہ یہ معلوم ہو کہ معاہدے کی خلاف ورزی کون کر رہا ہے اور پھر جو مجرم ٹھہرے ان کو متنبہ کرتے تاکہ مزید نقصانوں سے بچ جاتے۔

امارت اسلامیہ افغانستان اسلام کے اخلاقی اصولوں کا مکمل پابند ہے اور ہم نے اپنے طور پر کبھی بھی معاہدے کی خلاف ورزی نہیں کی، لیکن مقابل قوت جس طرح قیدیوں کی رہائی کے عمل کو مختلف بہانوں کے ذریعے مؤخر کر رہی ہے، اسی طرح بم باریاں اور مختلف علاقوں میں آپریشن کرکے معاہدے کی خلاف ورزی کی مرتکب ہو رہی ہیں۔ مدمقابل کو اس حقیقت کا ادراک کرلینا چاہیے کہ امارت اسلامیہ نے پچھلے اٹھارہ سالوں کے دوران غاصبین کے جبر کا مردانہ وار سامنا کیا اور غاصبین کی تمام سازشیں اور ہر قسم کے دباؤ ان کے سامنے ناکام ہوئے۔ لہذا اب بھی غاصبین وحشیانہ حملوں کے ذریعے ان کی قوت میں کمی نہیں کرسکتے البتہ ان حملوں کے ذریعے صلح کے عمل کو سبوتاژ کیا جاسکتا ہے جس کا نقصان یہ ہوگا کہ جنگ مزید طول اختیار کرے گی۔ امریکی افواج کو جانی ومالی نقصان پہنچے گا اور ناکام تجربے دہرائے جائیں گے۔ ہم افغانستان اور عالمی دنیا کی امن پسند جماعتوں سے اپیل کرتے ہیں کہ مزید امریکی افواج کو بم باریاں کرنے سے روکیں، کیوں کہ اس سے امن کے عمل کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے اور افغان مسئلے کے حل کی راہ میں بھی رکاوٹ بن رہا ہے۔ اسی سے افغان عوام کی امیدیں بھی دم توڑ رہی ہیں۔

***

## ناداروں کی مدد ایک اخلاقی فریضہ

18اپریل2020

### ہفتہ وار تبصرہ

افغانستان دنیا کے پس ماندہ ممالک میں سے ہے، یہاں کے عوام ایک طرف چالیس سالوں سے جنگ و بارود میں زندگی بسر کر رہے ہیں تو دوسری جانب عالمی وبا کورونا نے انہیں اقتصادی و معاشی مشکلات سے دوچار کر دیا ہے۔ پچھلے اٹھارہ سالوں سے جارح قوتوں کی جانب سے غصب، ذخیرہ اندوزی، سود اور دیگر اقتصادی فسادات کے نتیجے میں اس ملک کے باشندے دو طبقوں میں بٹ گئے ہیں۔ ایک وہ اقلیت جو حکومتی مناصب پر بیٹھے ہیں۔ ان کے پاس کروڑوں ڈالر کا سرمایہ ہے، یہ اس ملک کا استحصالی طبقہ ہے جو سرمایہ جمع کرکے بیرون ممالک کے بینکوں میں بھیج رہا ہے۔

دوسرا اکثریتی طبقہ غریبوں کا ہے۔ جس کے اکثر شہری باشندوں کی آمدنی کا واحد ذریعہ دیہاڑی پر مزدوری ہے۔ جب سے کورونا وائرس کی وجہ سے شہروں میں لاک ڈاؤن لگایا گیا ہے جس سے روزگار کے مواقع کم، نقل و حمل بند، اقتصادی و معاشی سرگرمیاں معطل ہوگئی ہیں۔ اس صورت حال میں شہریوں پر گویا رزق کے دروازے بند کر دیے گئے۔ بنیادی ضرورت کی چیزوں کی کمی کی وجہ سے وہ مختلف قسم کی مشکلات سے دوچار ہیں۔ دوسری جانب دیہی علاقوں کے لوگ ہیں جو زیادہ تر زراعت سے وابستہ ہیں۔ اب کرونا کی وبا ایک ایسے وقت میں ظاہر ہوئی ہے کہ جب فصلیں پکنے کے قریب ہیں۔ عموماً اس موسم میں اناج اور پھل اور دیگر پیداواری اشیاء لوگوں تک نہیں پہنچ پاتیں جس کی وجہ سے لوگ غذائی بحران کا شکار ہو جاتے ہیں۔ غذائی اشیاء کی عدم دستیابی نے ملک کے طول و عرض میں وسیع بحران کی راہ ہموار کر رکھی ہے۔ جس کا بروقت تدارک نہ کیا گیا تو ملک کے غریب عوام پر اس کا

بہت شدید اثر ہوگا۔ الحمد للہ ہم ایک مسلمان مملکت میں جی رہے ہیں، اللہ تعالی کے مبارک دین کی تعلیمات یہ ہیں کہ غریبوں کی حال احوال سے باخبر رہا کریں۔ اگر کسی غریب کے ہاں کھانا نہیں ہے تو ان کے خوراک کا بندوبست کرکے ان کے مسائل کے حل میں ان کی مدد کریں۔ اگر ہماری مملکت کے باسی ان غیر معمولی حالات میں اسلام کے زریں تعلیمات کو اپنا کر ان پر عمل درآمد کریں، پڑوسیوں، بے بسوں، غریبوں، بیماروں اور دیگر عام مسلمانوں کے حقوق کی ادائیگی میں غفلت نہ کریں، صلہ رحمی کریں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم اس امتحان و ابتلا سے کامیابی کے ساتھ نکل جائیں گے۔ کیوں کہ اسلام کی تعلیمات پر عمل درآمد کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کی مدد شامل حال ہوتی ہے اور امتحانات و ابتلاؤں سے آسانی کے ساتھ نکلنا نصیب ہوگا۔

امارت اسلامیہ افغانستان جو اپنی مملکت کے عوام کی خدمت و معاونت کو اپنا ایمانی فریضہ قرار دیتا ہے، ترقی یافتہ اور امیر ممالک سے مطالبہ کرتا ہے کہ اپنے نادار بھائیوں کی مدد کریں۔ مخیر حضرات کو چاہیے کہ اپنے مسجد و محلے اور گاؤں یا شہر کے غریب لوگوں کی مدد کرکے ان کے مسائل میں ان کے ممد و معاون بنیں، تاکہ غذائی مواد کے بحران کی وجہ سے ہمارے مسلمان بھائیوں کو درپیش مشکلات حل ہوں۔ باشندگان ملک سرکاری اہل کاروں کے جھوٹے دعوؤں اور ان کے پروپیگنڈوں پر کان نہ دھریں اور نا ہی ان کے ساڑھے چار کلو گندم کے لیے منتیں کریں۔ جھوٹے اہل کار ہمارے شہریوں کے خون چوس رہے ہیں۔ انھیں شہریوں کی مشکلات سے کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ رمضان المبارک کا مہینہ قریب آچکا ہے جو ہمیں عبادات و صدقات کے ساتھ بھائی چارگی، رحم دلی اور ہم دردی کا سبق دیتا ہے، لہذا اس مبارک مہینے میں اپنے پڑوس میں موجود ناداروں اور بے بسوں کی مالی معاونت ضرور کریں۔

***

## معاہدے سے قبل جنگ بندی کرنی چاہیے

### 24اپریل2020

ہفتہ وار تبصرہ

ایسی صورت حال میں کہ جب امریکی اور کابل انتظامیہ کے اہل کار دونوں مسلسل معاہدے کی خلاف ورزی کر رہے ہیں، بم باریوں اور آپریشنز کے نتیجے میں روزانہ کی بنیاد پر شہری جان سے مار ڈالتے ہیں، دوسری جانب قیدیوں کی رہائی کا معاملہ بھی کابل انتظامیہ کی جانب سے تعطل کا شکار ہے۔ جیلوں میں ہزاروں قیدی جنہیں کورونا وائرس لگنے کا خطرہ ہے معاہدے سے قبل رہا ہونے چاہییں جو کہ رہا نہیں ہوئے۔ کابل انتظامیہ اس اہم اور حساس معاملے سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کے لیے ایسے مطالبات کر رہا ہے جس کا معاہدے سے کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا۔ کئی مرتبہ اشرف غنی نے امارت اسلامیہ سے جنگ بندی کے معاہدے کا مطالبہ کیا ہے لیکن موصوف معاہدے کے ان تمام معاملات میں رکاوٹ ہیں۔ جس کے بعد جارحیت کا خاتمہ، بین الافغانی مذاکرات اور اس کے بعد جنگ بندی جیسے بنیادی مسائل پر بات ہوسکتی تھی۔ دوحا میں کیے گئے معاہدے میں جنگ بندی کا تذکرہ ضرور ہے لیکن معاہدے کے تمام مراحل سے گزر کر سب سے آخر میں اسے عملی کیا جانا ہے۔ معاہدے کو عملی جامہ پہنانے سے قبل بیرونی افواج کے انخلا اور قیدیوں کی رہائی کا معاملہ حل ہونا چاہیے تاکہ بین الافغانی مذاکرات کے لیے ماحول ساز گار ہو، بین الافغانی مذاکرات میں جنگ بندی بھی ایک موضوع ہے جس پر معاہدے کے تمام معاملات حل ہونے کے بعد عمل درآمد ہونا ہے۔ امارت اسلامیہ نے پہلے بھی اس بات کا اظہار کیا ہے اور اب ایک بار پھر یہ حقیقت واشگاف کر رہی ہے کہ ہم صرف اور صرف ان معاملات کے پابند ہوں گے جس پر معاہدے میں دست خط ہوئے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ تمام معاملات کے حل کی واحد راہ معاہدے کو اس کی روح کے مطابق مرحلہ وار عملی جامہ پہنانا ہے۔ مقابل فریق سے بھی یہی مطالبہ ہے کہ قبل از وقت مطالبات کی بجائے معاہدے کو عملی بنانے پر توجہ دیں اور اسے مزید مشکل بنانے اور اس کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کی روش ترک کریں۔ اشرف غنی اور کابل انتظامیہ یہی تاثر دے رہا ہے کہ جنگ ایک ہی طرف سے جاری ہے، وہ صرف امارت اسلامیہ سے جنگ بندی کا مطالبہ کرتے ہیں اور جنگ روکنے کو امارت کا فریضہ سمجھتے ہیں حالاں کہ خود بھی آپریشن اور بم باریوں کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس سلسلے میں میڈیا اور چند شخصیات کا کردار بھی دھندلا ہے، وہ بھی جنگ جاری رکھنے کی ذمہ داری امارت اسلامیہ پر ڈال رہے ہیں۔ یہ لوگ اس حقیقت کو بھول چکے کہ دوحا مذاکرات میں افغانستان کے مسئلے کے حل کی راہ متعین ہوچکی ہے۔ جس کی تائید افغانستان کی سیاسی شخصیات، خطے کے دیگر ممالک اور یہاں تک کہ اقوام متحدہ نے بھی کی۔ اب اگر کابل انتظامیہ تمام اسٹیک ہولڈرز کی جانب سے تسلیم شدہ معاہدے کی خلاف ورزی کرتی ہے، اسے عملی جامہ پہنانے کی بجائے قبل از وقت مطالبات رکھتے ہیں۔ تو یہ ان کا مسئلہ ہے جس کا امارت اسلامیہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور معاہدے کی خلاف ورزی کا طعن امارت اسلامیہ کے مجاہدین کو دینا شاید ناانصافی ہو۔

# کرونا اور بھارت کے مظلوم مسلمان

حسن مہمند

اس وقت بظاہر پوری دنیا کا غم ایک ہی ہے۔ پوری دنیا کی توجہ کرونا سے انسانی معاشرے کی نجات پر مرکوز ہے۔ کیوں کہ عالمی اداروں کی جانب سے شائع ہونے والے اعداد و شمار کے مطابق پوری دنیا میں اس وبائی مرض سے اب تک تقریباً تین لاکھ افراد اپنی زندگی کی بازی ہار چکے ہیں۔ اور ایسا لگتا ہے کہ اب تک دنیا اس کا علاج یا اس سے حفاظت کی ویکسین ڈھونڈ نہیں پا رہی۔

بھارت کی حالت اور بھی بری ہے۔ اس ملک کی صحت کی کمزور اور ناقص پالیسی کی وجہ سے بیماری بھارت میں بہت تیزی سے پھیلی۔ بجائے اس کے کہ بھارت صحت کے شعبے کو اچھی طرح توجہ دے اور لازمی احتیاطی تدابیر اور دفاعی آلات بروئے کار لائے، اپنی ناکامیوں پر پردہ ڈالنے اور متعصب احمقانہ ہندوؤں کی توجہ کسی اور جانب ہٹانے کے لیے وائرس کے پھیلنے کی بیماری مسلمانوں پر ڈال رہا ہے۔ اس طرح ملک میں مسلمانوں کے خلاف تشدد کا نیا سلسلہ شروع کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

مودی حکومت اپنی ناکامی کے حوالے سے جس عوامی رد عمل سے جان چھڑانے کی کوشش کر رہی ہے تو ان کے پاس راستہ یہ ہے کہ اپنی ناکامی کا ذمہ دار مسلمانوں کو قرار دیا جاتا ہے۔ پھر احمق اور متعصب ہندو مسلمانوں کے خلاف اٹھ جاتے ہیں۔ پھر یہ نہیں دیکھتے کہ اس ناکامی میں مسلمانوں کا ایک فیصد حصہ بھی ہے یا نہیں۔

ہٹلر کی سربراہی میں نازیوں نے جو ظلم اور وحشت پھیلائی تھی آج اسی طرح کا ظلم اور وحشت مودی کی سربراہی میں آر ایس ایس اور دیگر دہشت گرد تنظیموں سے تعلق رکھنے والے اسلام دشمن ہندوؤں نے مسلمانوں کے خلاف ہندوستان میں پھیلائی ہوئی ہے۔ جب سے مودی کے نام سے گجرات کا قصاب اقتدار کو پہنچا ہے اس دن سے بھارت میں مسلمانوں کے برے دن شروع ہوئے ہیں۔ کسی مسلمان کی جان، مال اور عزت محفوظ نہیں۔ یہ سب کچھ ایسے ملک میں ہو رہا ہے جو دنیا میں خود کو سب سے بڑی جمہوریت اور سب سے بڑا سیکولر ملک قرار دیتا ہے۔ آر ایس ایس، بی جے پی اور بجرنگ دل جیسی دہشت گرد تنظیمیں مسلمانوں کو ایسی حشرات سمجھتی ہیں جس سے وہ ہندوستان کو خالی کرنا لازمی سمجھتی ہیں۔

یہ لوگ مسلمانوں کے خلاف مظالم شروع کرنے کے لیے کسی چھوٹے سے بہانے کے انتظار میں ہوتے ہیں۔ جب کبھی بہانہ ہاتھ آتا ہے پھر بیمار صحت مند، چھوٹا بڑا، مرد عورت کا امتیاز کیے بغیر مسلمانوں کا قتل عام کیا جاتا ہے۔ پھر کوئی پوچھ نے والا نہیں ہوتا کیوں کہ یہ سب کچھ حکومتی سرپرستی میں ہوتا ہے۔

مسلمانوں کا جرم یہ ہے کہ وہ ان لوگوں کی اولاد ہیں جنہوں نے بھارت فتح کیا اور اس پر 8 سو سال حکومت کی۔ ہندو جب تاریخ کے صفحات میں مسلمانوں کے 8 سو سالہ دور کو دیکھتے ہیں تو ان کے سینوں میں آگ بھر جاتی ہے اور انتقام ان کے اعصاب پر سوار ہو جاتا ہے۔ پھر یہ وحشی جانور بن جاتے ہیں اس لیے وہ کام بھی وحشیانہ کرتے ہیں۔ مودی حکومت، عدلیہ اور بھارتی میڈیا سب ان کی پشت پر ہوتے ہیں اور ان کے مظالم کی تائید کرتے ہیں۔ متعصب ہندوؤں اور حکومت کے لیے بہانہ یہ تھا کہ مارچ کے درمیانے دنوں میں نئی دہلی میں تبلیغی اجتماع ہوا۔ جس کے بعد بھارت کے متعصب سیاسی رہنماؤں نے مسلمانوں کے خلاف یہ پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ مسلمانوں اور خصوصاً تبلیغی جماعت نے منصوبے کے تحت کرونا پھیلایا ہے۔ سیاسی رہنماؤں کی اس غیر ذمہ دارانہ حرکت کے بعد ہی ملک میں سوشل میڈیا، اخبارات، جرائد اور ٹی وی چینلز پر مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈے کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوگیا۔ کرونا وائرس کو اسلامی وائرس، جہادی وائرس، تبلیغی وائرس، مدرسہ وائرس کے نام دیے گئے اور حکومت کے اشارے پر ہی حکومت سے پرزور مطالبہ کیا گیا کہ مسلمانوں کی مساجد، مدارس اور دینی مراکز بند کر دیے جائیں

اور مسلمانوں کے گھومنے پھرنے پر پابندی عائد کر دی جائے۔ ان کی تمام سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے۔

19 اپریل کو بھارتی حکومت کی وزارت داخلہ نے اعلان کیا کہ بھارت میں کرونا میں مبتلا مریضوں کی تعداد 1500 تک پہنچ چکی ہے جن میں سے 400 سے زیادہ کا تعلق تبلیغی جماعت سے ہے۔ اس لیے تبلیغی جماعت کے سربراہ مولوی سعد کو گرفتار کیا جائے اور ان کے قتل کا منصوبہ بنایا جائے۔

اس کے چار روز بعد یعنی 23 اپریل کو حکومت نے اعلان کیا کہ بھارت میں 33 ہزار افراد اس بیماری میں مبتلا ہیں جن میں سے 1000 افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔

اس اعلان کی اشاعت کے بعد پورے بھارت میں سوشل میڈیا کے ذریعے مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانے کے لیے پروپیگنڈے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہاں تک کہ بہت سے لوگوں نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ تبلیغی جماعت کو دہشت گرد جماعت قرار دیا جائے اور اس کے ارکان کو سزائے موت دی جائے۔ مسلمانوں کے خلاف وہ سب کچھ کیا گیا جو ان کا دل چاہا۔ ملک کے مختلف حصوں میں مسلمانوں کو قتل کرنے، تشدد کا نشانہ بنانے اور ان کی دکانیں جلانے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ انہیں پیشاب پینے پر مجبور کیا گیا۔ حکومت نے گھر سے باہر ہر مسلمان کو پکڑ کر زبردستی قرنطین سینٹر کے نام سے بنائے گئے جیلوں میں ڈال دیا۔ جس سے مسلمان مجبوراً گھروں میں محصور ہو گئے۔ جو اب تک محصور اور شدید اقتصادی مسائل کا شکار ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانے کی تحریک اتنی طاقت پکڑ گئی کہ حکمران جماعت بی جے پی کے ارکان اور اتر پردیش صوبے سے منتخب رکن پارلیمنٹ سریش تیواری نے اعلان کیا جو بہت تیزی سے بھارتی میڈیا پر پھیلا۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں سے سبزی مت خریدو کیوں کہ یہ لوگ اس پر تھوکتے ہیں جس سے ہم میں کرونا پھیل سکتا ہے۔

مساجد میں نماز ادا کرنے پر پابندی عائد ہے۔ ابھی جب رمضان المبارک کا مہینہ ہے اور مسلمان اذان کے ساتھ روزہ رکھتے ہیں اور اذان پر افطار کرتے ہیں بھارت میں اکثر علاقوں میں اذان پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ مساجد کے میناروں سے لاؤڈ سپیکر اتارنے کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ لاؤڈ سپیکر اتارتے ہوئے پولیس مسلمانوں سے کہتی ہے کہ پھر اذان نہیں دینا کیوں کہ تمہاری وجہ سے ملک میں کرونا پھیل رہا ہے۔

یہاں حکومت کی جانب سے بنائے گئے قرنطینہ سینٹر بھی مسلمانوں کے الگ اور ہندوؤں کے الگ ہیں۔ ہندوؤں کے لیے بنائے گئے قرنطینہ سینٹر واقعتاً بھی قرنطینہ سینٹر ہیں۔ مگر مسلمانوں کے لیے بنائے گئے سینٹر دراصل قید خانے ہیں۔ ایک بار مسلمان کو یہاں لایا جاتا ہے تو اس کو نکالنے کا ڈاکٹر کی اجازت یا صحت کی بحالی سے تعلق نہیں ہوتا۔ پولیس کی مرضی سے ہوتا ہے سب کچھ۔ کیوں کہ ان مراکز میں نہ ڈاکٹر ہوتے ہیں نہ صحت کے مسائل۔

نئی دہلی میں مسلمان ان مراکز میں آئے اور چیخ چیخ کر روتے ہوئے کہا کہ قرنطین کا عرصہ 14 دن ہے۔ ہمارے لوگوں میں سے کسی نے بھی 28 دن سے کم وقت نہیں گذارا مگر اب تک حکومت انہیں نہیں چھوڑ رہی۔ ہمیں کہا جا رہا ہے کہ چلے جاؤ ورنہ تمہیں بھی ان مراکز میں ڈال دیں گے۔ سوشل میڈیا پر ایسی خبریں بھی پھیلی ہیں کہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد دوا اور ڈاکٹر کی عدم موجودگی کے باعث موت کے منہ میں چلی گئی۔ اس لیے بھارتی اقلیتی کمیشن نے وزیر صحت کو خط لکھا اور اس میں مسلمانوں کے حالات کے حوالے سے پوچھا۔ وزیر صحت نے تاحال کوئی معلومات نہیں دی ہیں۔

ساری دنیا جانتی ہے کہ بھارت میں حکومتی سرپرستی میں بہت بڑی دہشت گردی جاری ہے۔ گذشتہ 7 دہائیوں سے طاقت کے بل پر کشمیریوں کو غلام بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ایک بھی گھر ایسا نہیں جو اس وحشت کا شکار نہ ہوا ہو۔ ایک بھی گھر ایسا نہیں جس سے جنازہ نہیں نکلا۔ اب تک یہاں ڈیڑھ لاکھ مسلمان شہید ہو چکے ہیں۔ دنیا کے لوگ کرونا پھیلنے کے بعد گھروں میں محصور ہو گئے مگر کشمیری مسلمان گذشتہ دس ماہ سے اپنے گھروں میں محصور ہیں۔ غذائی اور دیگر اشیاء ضرورت کی شدید قلت کا شکار ہیں۔ اسی طرح مقبوضہ کشمیر میں کرونا پھیلا ہوا ہے مگر صحت کی کوئی سہولت میسر نہیں ہے۔ یہاں انسانی المیہ جنم لینے کا شدید خطرہ ہے۔ مگر دنیا نے اس پر آنکھیں بند کی ہوئی ہیں۔

اقوام متحدہ جس کا سب سے بڑا مقصد اور ہدف انسانی حقوق کا تحفظ ہے، ہندوستان اور کشمیر میں بچوں کی چیخیں اور خواتین اور بوڑھوں کی فریادیں کیوں نہیں سن رہا؟ یہ بند شہر، خالی سڑکیں، مفلوج زندگی اور مسلمانوں پر وحشی بھارتی فوج کی

گولیوں کی بارش، تشدد اور حملے انہیں کیوں نہیں دکھتے۔

متعصب ہندوؤں کے ہاتھوں کرونا پھیلنے کے جیسے طرح طرح کے بہانوں سے مسلمانوں کی نسل کشی کی کوششیں انہیں کیوں نظر نہیں آتیں؟

باوجود اس کے کہ بھارت میں مسلمانوں کو شہریت سے محروم کرنے کے لیے نئے قوانین کا نفاذ اور مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج کی وحشت کے نئے سلسلے کے حوالے سے اسلامی دنیا خاموش رہی۔ ترکی، ملائیشیا اور پاکستان کے علاوہ عرب و عجم میں کسی نے بھی ان مظالم کے خلاف آواز نہیں اٹھائی۔ ابھی جب پوری دنیا میں کرونا کے باعث 3 لاکھ افراد زندگی کی بازی ہار بیٹھے ہیں، بھارت میں متعصب ہندوؤں کی جانب سے مسلمانوں پر بیماری کا الزام لگانے اور مسلمانوں پر مظالم اور وحشتوں کا نیا سلسلہ اور بھارت حکومت کی جانب سے مسلمانوں کو اس بیماری کے پھیلاؤ کا ذمہ دار قرار دینے سے عرب ممالک کو غصہ آیا ہے۔ سوشل میڈیا پر افراد، تنظیموں اور سول سوسائٹیز کی جانب سے متعصب ہندوں اور متعصب حکومت کے خلاف شدید رد عمل آیا ہے۔ خوش قسمتی سے کویت اور متحدہ عرب امارات نے جب یہ مسئلہ اٹھایا تو اسلامی کانفرنس نے بھی کچھ نہ کچھ غفلت سے بیدار ہونا مناسب سمجھا اور اس مسئلے کو اس قابل سمجھا کہ اس پر بحث کی جائے۔ 18 اپریل کو اسلامی کانفرنس کی جانب سے ایک اعلامیہ جاری کیا گیا جس میں بھارت سے مطالبہ کیا گیا کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانے کے اس عمل کے خلاف بھارتی حکومت فوری اقدامات کرے۔

قطر یونیورسٹی میں خلیجی سیاست کے امور کے استاد ڈاکٹر فرحان کا کہنا ہے کہ متعصب ہندوؤں کی جانب سے شدت پر مبنی بیانات نے دنیا کو حیران کر دیا ہے۔ بہت سے وہ لوگ جو بھارت کے حوالے سے مثبت سوچ رکھتے تھے اب ان کی سوچ بدل چکی ہے اور ہندوؤں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ متحدہ عرب امارات کے شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والی شہزادی ہند القصیمی نے کہا کہ متعصب اور نسل پرست ہندوؤں کو جرمانہ کیے جانے کے بعد ملک سے نکالا جائے گا۔

Gulf News اخبار میں شائع ہونے والی ہند القصیمی کی تازہ ترین تحریر میں کہا گیا کہ دنیا کو دوسرے ہٹلر کی ضرورت نہیں۔ دنیا کو مارٹن لوتھر کنگ، نیلسن منڈیلا اور گاندی جیسے لوگوں کی ضرورت ہے۔ اپنے لوگوں کو مار کر آپ فاتح نہیں کہلا سکتے۔ بلکہ آپ ڈیکٹیٹر، قاتل اور جلاد بن جاتے ہیں۔ بھارت کو اسلام مخالف پروپیگنڈا اور نفرت چھوڑ دینی چاہیے۔

اسلامی دنیا کے ساتھ ساتھ غیر مسلم دنیا میں بھی بھارت کی بدنامی بہت بڑھ گئی ہے۔ اس کے مظالم کے خلاف آہستہ آہستہ آوازیں اٹھ رہی ہیں۔ سب سے پہلے امریکا میں مذہبی آزادی کے بین الاقوامی کمیشن نے 2020 میں اپنی سالانہ رپورٹ میں بھارت کو مذہبی اقلیتوں کے حوالے سے ان خطرناک ممالک میں شامل کر لیا جہاں مذہبی آزادی اور انسانی حقوق کو پامال کیا جاتا ہے۔ اس کمیشن نے امریکی وزارت خارجہ سے مطالبہ کیا ہے کہ اس طرح کے امور میں ملوث بھارتی رہنماؤں کو بلیک لسٹ میں ڈالا جائے اور ان پر پابندی عائد کی جائے۔ مگر چونکہ ٹرمپ مالی مفادات کو ہر چیز پر مقدم رکھتا ہے اور بھارت سے اچھے تعلقات میں اسے اپنے مفادات نظر آتے ہیں تو اس لیے ایسا نہیں لگتا کہ ٹرمپ بھارت کے خلاف کوئی اقدام کرے گا۔

ابھی جب بھارتی مظالم اپنے عروج کو پہنچ رہے ہیں دنیا کو چپ کا روزہ توڑ دینا چاہیے۔ امریکا کے اس کمیشن کی طرح دیگر دنیا میں بھی بھارت کے خلاف آوازیں اٹھنی چاہئیں۔ پھر پوری اسلامی دنیا یا صرف عرب بھارت پر پابندی عائد کرنے کی دھمکی دیں۔ اسی دن بھارت میں نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام اقلیتوں کے خلاف جاری مظالم رک جائیں گے۔

سچ کہا جائے تو دھمکی کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی۔ کیوں کہ بھارت کے ساڑے آٹھ ملین شہری بیرون ممالک مزدوری کر رہے ہیں۔ جو ہر سال اپنے ملک 55 بلین ڈالر بھیجتے ہیں۔ بھارت یہ سارے شہری اپنے ملک میں برداشت نہیں کر پائے گا۔ نہ انہیں روزگار مہیا کر سکتا ہے۔ نہ اتنے بڑے پیمانے پر ڈالروں کے کے زر مبادلے سے خود کو محروم کر سکتا ہے۔ اگر خلیجی ممالک نے ہندوؤں کو باہر نکالدینے کا محض ارادہ ظاہر کیا پورا ہندوستان توبہ تائب ہو جائے گا۔ بھارتی حکومت، فوج اور عام ہندو زیادہ شریر ہیں۔ جتنے زیادہ شریر ہیں اتنے ہی بزدل ہیں۔ ایک بار سخت لہجہ دکھانا کافی ہو گا مگر کوئی ایسا کرنے والا تو پیدا ہو۔

# ہم ایک ایجنڈے کے ساتھ آئیں گے

سیف العادل احرار

**مجاہدین** عصر حاضر کے وہ ہیرو ہیں، جنہوں نے اللہ کی مدد اور افغان عوام کی حمایت سے تمام استعماری قوتوں کو عسکری اور سیاسی محاذوں پر شکست دی ہے۔ انہیں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے طالبان کے ہاتھوں اپنی قدرت کا اظہار کیا اور ایک کمزور طبقے کے ذریعے بڑے فرعون اور شیطان کو مات دلوائی ہے۔ پوری دنیا اور بڑے ایٹمی ممالک امریکا کے سامنے ڈھیر ہو گئے تھے۔ یہ صرف طالبان تھے، جنہوں نے خالی ہاتھ امریکا کو چیلنج کیا اور اس کے مقابلے میں اللہ کے بھروسے پر بہت کم وسائل کے ساتھ جہاد شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ امریکا کو شکست ہوئی اور اس نے اپنی شکست کا برملا اعتراف کیا۔

امریکا نے افغانستان سے قبضہ ختم کرنے کے لیے امارت اسلامیہ کے ساتھ معاہدہ کیا۔ امریکا نے طالبان کا نام و نشان ختم کرنے کرنے کے لیے افغانستان پر دھاوا بولا تھا۔ آج جہاد کی بدولت امریکا طالبان کے ساتھ باعزت واپسی کے لیے معاہدہ کر رہا ہے۔ مجاہدین نے آزادی اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے قربانیاں دی ہیں۔ ان حریت پسندوں کی قربانیوں کی بدولت ایک مسئلہ تو حل ہوا ہے۔ جب کہ داخلی سطح پر مسائل حل کرنے کے لیے بین الافغان مذاکرات شروع ہوں گے۔ جس میں تمام افغان افہام و تفہیم سے مسائل حل کرنے پر تبادلہ خیال کریں گے۔ ایک امر واضح ہے کہ جارحیت کے خاتمے کے ساتھ اس کے مضر اثرات کا خاتمہ بھی ضروری ہے۔ کرپشن، بدانتظامی، فحاشی، غصب، ظلم اور دیگر تمام جرائم کی بیخ کنی کیے بغیر ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ اسلامی نظام کے ذریعے تمام اقوام کو ان کے حقوق دیے جائیں گے۔ انصاف کی فراہمی، ملک کی تعمیر نو، تعلیم، صحت اور زراعت کے شعبوں کی ترقی امارت اسلامیہ کی اولین ترجیح ہے۔

امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے ایک نجی ٹی وی چینل کے ٹاک شو میں اہم بات کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ ہم گل بدین کی طرح خالی ہاتھ نہیں آئیں گے۔ ہم ایک ایجنڈے، نئے عزم اور ولولے کے ساتھ آئیں گے۔ ہم نے امریکا اور نیٹو کا مقابلہ کر کے اور ملک کو بیرونی جارحیت سے آزاد کرنے کے لیے لازوال قربانیاں دی ہیں۔ آزادی اور اسلامی نظام کا نفاذ جہاد کے ثمرات ہیں۔ ہمیں ہر حال میں ان ثمرات کو حاصل کرنا ہے۔ اس پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔ ان کا کہنا تھا وہ جنگ کی پالیسی ترک کرنے کے لیے تمام دھڑوں کو راضی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم جارحیت کے خاتمے کے ساتھ اسلامی ریاست کے قیام کے لیے راہ ہموار کریں گے۔ ہم تمام مسائل کو عسکری جدوجہد کے بجائے سیاسی کوششوں کے ذریعے حل کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ کابل حکومت کو قیام امن کے لیے دوحا معاہدے کے تحت موقع فراہم کیا ہے۔ اسے ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ اگر اس نے یہ موقع گنوا دیا تو قابض فوج کے انخلا کے بعد کابل انتظامیہ 'یتیموں' کی طرح ہمارے ساتھ مذاکرات کی میز پر بیٹھ جائے گی۔ انہوں نے یہ امر واضح کیا کہ وہ ایک ایسی انتظامیہ کا حصہ نہیں بنیں گے، جو کرپٹ عناصر، نااہل اور غدار شخصیات کے زیر اثر ہے۔ وہ سب اپنی اصلاح کریں۔ ہم لٹیروں اور جرائم پیشہ عناصر کے ساتھ اقتدار میں شریک ہونے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ہم نیا نظام لائیں گے۔ وہ ہماری اسلامی اقدار اور افغان روایات کا امین ہوگا۔ اس پر سب کا اتفاق ہوگا۔ ہم

نے اس مقصد کے لیے رابطوں کا آغاز کر دیا ہے۔ مختلف افغان دھڑے ہمارے ساتھ رابطے کر رہے ہیں۔ ہم ان کے شکوک دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ان کا کہنا تھا دوحا معاہدے سے بین الافغان مذاکرات کے لیے راہ ہموار ہو گئی۔ امریکی جارحیت کے خاتمے کے بعد ایک مستحکم اسلامی نظام اور متفقہ آئین کے لیے تمام افغان بین الافغان مذاکرات میں اہم فیصلے کریں گے۔ ان مذاکرات سے قبل امارت اسلامیہ اور کابل حکام کے درمیان اعتماد سازی کے لیے فریقین کی جانب سے چھ ہزار قیدیوں کے تبادلے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس کے بعد بین الافغان مذاکرات شروع ہوں گے۔ ہم دوحا معاہدے کے مطابق آگے بڑھیں گے۔ جب تک معاہدے کے مطابق ہمارے پانچ ہزار قیدی رہا نہیں کیے جاتے، ہم بین الافغان مذاکرات میں شرکت نہیں کریں گے۔ اس سلسلے میں زلمے خلیل زاد نے قطر میں امارت اسلامیہ کی سیاسی ٹیم کے ارکان سے ملاقات کی اور انہیں یقین دہائی کرائی کہ یہ مسئلہ جلد حل کیا جائے گا۔ قیدیوں کی رہائی کے عمل سے فریقین کے درمیان رابطے بحال ہو جائیں گے۔ اعتماد کی فضا قائم ہو گی۔

بین الافغان مذاکرات سب کے لیے اہم ہیں۔ امریکا کے ساتھ معاملہ حل ہو گیا ہے۔ امریکا کا انخلا جاری ہے۔ البتہ ابھی تک افغانوں کے درمیان مسائل حل نہیں ہوئے۔ مسائل کو باہمی افہام و تفہیم سے حل کرنے کے لیے بین الافغان مذاکرات اہمیت رکھتے ہیں۔ ابھی تک کابل حکام امن عمل کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ چوں کہ افغانستان میں 19 برس سے جنگ جاری ہے۔ اس دوران جرائم پیشہ عناصر امریکی فوج کے شانہ بشانہ کھڑے تھے۔ انہوں نے عوام کے قتل عام میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ اس لیے ان کے ساتھ مذاکرات ضروری ہیں۔ البتہ اعتماد سازی کے لیے قیدیوں کی رہائی بین الافغان مذاکرات کے لیے پیشگی شرط ہے۔

دوحا معاہدے میں ایک میکنزم طے ہوا ہے۔ امارت اس کے مطابق آگے بڑھے گی۔ کابل حکام نے گل بدین حکمت یار کے ساتھ بھی معاہدہ کیا تھا، لیکن ابھی تک ان کے قیدی رہا نہیں ہوئے۔ قیدیوں کی رہائی کی شرط اس لیے رکھی گئی ہے، تاکہ دیکھا جا سکے امریکا اور کابل حکام امن عمل کے لیے کتنے پر عزم ہیں؟! مجاہدین کے پاس جنگ کے علاوہ کوئی آپشن نہیں ہے۔ طالبان کی جنگ محض جنگ نہیں، بلکہ یہ جہاد ہے۔ جہاد ایک عظیم مقصد کے لیے کیا جاتا ہے۔ جب تک اسلامی نظام کے نفاذ کا عظیم مقصد حاصل نہیں ہو گا، جہاد جاری رہے گا۔ کچھ لوگ کہتے ہیں جنگ فائدہ بخش نہیں ہے۔ یقیناً جنگ کا نتیجہ مثبت نہیں نکلتا، لیکن جنگ اور جہاد میں فرق ہے۔ جنگ مادی وسائل کی بنیاد پر لڑی جاتی ہے۔ جب کہ جہاد اللہ کی مدد اور عظیم مقصد کے حصول کے لیے کیا جاتا ہے۔ تاریخ ہمارے سامنے ہے کہ ہر دور میں جہاد کی بدولت مسلمانوں نے آزادی حاصل کی ہے۔ سوویت یونین کو جہاد کی بدولت شکست ہوئی۔ اب ایک بار پھر مجاہدین نے امریکا کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا ہے۔ اگر جہاد کا ثمرہ نہ ہوتا تو امارت کے رہنما آج بھی گوانتاناموبے جیل میں قید ہوتے۔

یہ نکتہ قابل غور ہے کہ طالبان ایک ایجنڈے کے ساتھ آئیں گے۔ وہ خالی ہاتھ نہیں آئیں گے۔ جب تک جہاد کے ثمرات حاصل نہیں ہوں گے، جہاد جاری رہے گا۔ مجاہدین نے جارحیت، کرپشن، فساد اور دیگر جرائم کے خاتمے اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے 19 برس کے دوران بے مثال قربانیاں دی ہیں۔ ہمیں یقین ہے امارت کے قائدین شہداء کی قربانیوں کو رائیگاں نہیں جانے دیں گے۔ جس مقصد کے لیے بیش بہا قربانیاں دی گئی ہیں، وہ حاصل کرنے میں ضرور کامیابی حاصل کریں گے۔ ان شاءاللہ

# کابل انتظامیہ امن کی راہ میں رکاوٹ کیوں ہے

بلال کریمی

امارت اسلامیہ اور امریکہ کے درمیان 29 فروری کو قطر کے دارالحکومت دوحہ میں متعدد ممالک اور بین الاقوامی تنظیموں کی موجودگی میں جارحیت کے خاتمے اور افغانستان سے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو نقصان نہ پہنچانے کے معاہدے پر فریقین نے دستخط کئے۔ چند دن بعد اقوام متحدہ نے اس معاہدے کی منظوری دے دی اور دنیا کے مختلف ممالک اور تنظیموں نے اس کا خیر مقدم کیا۔

معاہدے کے تحت یہ طے کیا گیا تھا کہ 10 مارچ تک تنازع کے دونوں فریق فاصلے کو کم کرنے اور اعتماد پیدا کرنے کے لئے 6 ہزار قیدیوں کو رہا کریں گے، جس کا مطلب ہے کہ کابل انتظامیہ کی جیلوں سے امارت اسلامیہ کے پانچ ہزار قیدیوں اور امارت اسلامیہ کی جیلوں سے کابل انتظامیہ کے ایک ہزار اہل کاروں کو رہا کیا جائے گا۔ اور اس کے بعد بین الافغان مذاکرات کا آغاز ہوگا تاکہ تمام افغان وطن عزیز میں دیرپا امن تک پہنچ سکیں اور موجودہ تباہی کا خاتمہ ہو سکے لیکن معاہدے کے ایک دن بعد کابل انتظامیہ کے ایک حصے کے سربراہ اشرف غنی نے قیدیوں کی رہائی کے عمل سے مخالفت کرتے ہوئے انہیں رہا نہ کرنے کا اعلان کیا تاہم امریکہ کے دباو کے بعد انہوں نے یوٹرن لیتے ہوئے مرحلہ وار پانچ ہزار قیدیوں کو رہا کرنے کا حکم جاری کیا۔

اسی طرح کچھ دن پہلے افغان فورسز نے بلاوجہ بگرام جیل میں مظلوم اور بے دفاع قیدیوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں درجنوں قیدی شہید اور زخمی ہو گئے۔ قیدیوں نے کابل انتظامیہ کے مظالم کے خلاف بھوک ہڑتال کا اعلان کیا، امارت اسلامیہ نے اس حوالے سے ایک اعلامیہ بھی جاری کیا۔

اشرف غنی اور ان کے حواریوں نے امن عمل کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنے کے سلسلے میں مختلف افغان حلقوں اور بااثر شخصیات پر مشتمل ایک متفقہ وفد کی تشکیل کے لئے بھی لیت ولعل سے کام لیا اور ایک ہمہ گیر وفد کو تشکیل دینے کے لئے تاخیری حربوں سے کام لیتے ہوئے اس منصوبہ میں بھی خلل ڈالنے کی کوشش کی جس پر امارت اسلامیہ نے شدید ردعمل کا اظہار کیا۔

اس دوران امارت اسلامیہ کے قیدی کمیشن کے عہدیداروں نے ریڈ کراس اور قطری حکام کے ساتھ مل کر کابل انتظامیہ کے جیل حکام سے قیدیوں کی فہرستوں اور دیگر تکنیکی امور پر ویڈیو کانفرنس کے ذریعے متعدد امور پر اتفاق کیا تاکہ قیدیوں کی رہائی کا عمل باقاعدہ شروع اور بین الافغان ڈائیلاگ کے لئے راہ ہموار ہو سکے۔

تکنیکی ٹیموں کے مابین گفتگو کے نتیجے میں امارت اسلامیہ نے قیدیوں کی تائید، فہرستوں کی تصدیق اور متعلقہ تکنیکی امور حل کرنے کے لئے تین رکنی تکنیکی وفد کو ریڈ کراس کے توسط سے کابل روانہ کیا۔ وفد نے وہاں کئی دن گزارے لیکن کابل انتظامیہ کے عہدیداروں نے رکاوٹیں کھڑی کرنے اور مختلف بہانوں سے کوشش کی کہ قیدیوں کی رہائی کے عمل کو دوحہ معاہدے کے خلاف شروع نہ کر سکے، جس پر امارت اسلامیہ نے شدید ردعمل ظاہر کرتے ہوئے وفد کو واپس بلانے کا اعلان کیا۔

چونکہ امریکہ نے مذاکرات کے ہر دور کے بعد کابل انتظامیہ کو معاہدے

کی ساری تفصیلات سے آگاہ کیا تھا اور اس نے بھی اس کے ساتھ اتفاق کیا تھا تو پھر کیوں کابل انتظامیہ امن میں رکاوٹ ہے؟

میں سمجھتا ہوں کہ اس کی کچھ وجوہات ہیں:

حملہ آوروں نے ملک پر حملے کے آغاز سے آج تک افغان عوام پر ایسے سفاک چہرے، ظالم شخصیات اور مسترد شدہ لوگ مسلط کرنے کی کوشش کی جنہیں اس مظلوم قوم کے ساتھ ہمدردی کا کوئی احساس نہیں ہے۔

کابل انتظامیہ کے تمام موجودہ عہدے دار بھی قابض قوتوں کے مذکورہ کوششوں کا نتیجہ ہیں اور ان کا قوم سے کوئی روحانی اور اخلاقی تعلق نہیں ہے۔

اس وقت کابل انتظامیہ میں شامل اکثر حکام ایسے ہیں جن کا ملک میں گھر ہیں اور نہ ہی ان کی اولاد یہاں رہائش پذیر ہے، اس لئے وہ قوم کے درد اور غم سے بے خبر ہیں اور قوم کی بدحالی سے ان کا کوئی سروکار نہیں ہے، ان میں سے بیشتر غیر ملکی شہریت رکھتے ہیں اور وہ اس ملک میں استعماری قوتوں کے آلہ کار کے طور پر ان کے اہداف کی تکمیل کے لئے قوم پر مسلط ہیں۔

ہرات، اسپین بولدک، طورخم، حیرتان اور دیگر سرحدات پر جو کروڑوں روپے کسٹم کی مد میں آتے ہیں وہ ان امن عناصر کی ذاتی جیبوں میں جاتے ہیں، لہٰذا اگر امن کی راہ میں ایک دن کی تاخیر ہوتی ہے تو اس میں ان کا فائدہ ہے۔

امریکی جارحیت کے انیس سالہ دور نے ثابت کر دیا کہ اس نظام میں جمع ہونے والے تمام عناصر مغرب نواز ہیں، ان میں سے ہر ایک کا غیر ملکی سفارتخانوں سے الگ الگ رابطہ ہوتا ہے اور اس ملک میں اپنے ذاتی مفادات کے لئے وہ قابض قوتوں کی فرمائشوں پر عمل پیرا ہیں۔

ان مسترد شدہ عناصر نے 19 برس کے دوران قابض استعماری قوتوں کے زیر سایہ قوم پر جو مظالم ڈھائے ہیں وہ تاریخ کا سیاہ باب ہے، انہوں نے نہتے شہریوں کے خون کی قیمت پر بینک بیلنس بڑھایا، بیرون ممالک میں جائیداد بنانے میں ایک دوسرے سے سبقت لینے کی کوشش کی، ان کے بچے مغرب کے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم ہیں، یہاں غریب لوگوں کے بچے جنگ میں وہ بطور ایندھن استعمال کرتے ہیں لیکن اب عوام بھی ان سے تنگ آچکے ہیں، سوشل میڈیا پر لوگ اور خاص کر نوجوان طبقہ ان کے خلاف سرگرم عمل ہیں، قوم کو ان مسترد شدہ عناصر سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے امارت اسلامیہ کا ساتھ دینا ہوگا، ملک میں ایک بار پھر مثالی امن قائم کرنے کے لئے قوم کے حقیقی بہی خواہوں کا اقتدار میں آنا ضروری ہے، ان قابض ٹولہ سے نجات حاصل کرنے کا وقت آیا ہے، وہ عوام کی خوشحالی اور راحت کے لئے کسی قیمت پر حاضر نہیں ہیں۔

ان وجوہات کی بناء پر کابل انتظامیہ کے حکام حقیقی اور دیرپا امن کے حصول کے لئے موثر اقدامات کرنے کے حق میں نہیں ہیں کیوں کہ جب قوم کے حقیقی نمائندے آئیں گے تو کرپٹ عناصر کے اقتدار کا سورج غروب ہوگا۔

امریکہ کو چاہئے کہ وہ معاہدے کے مطابق اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طریقے سے نبھانے اور کابل حکام کو بھی امن عمل میں رخنہ ڈالنے سے باز رکھنے کے لئے اپنا کردار ادا کرے۔

امارت اسلامیہ دوحہ معاہدے پر عمل درآمد کے لئے پرعزم ہے اس نے معاہدے کے بعد دو ماہ کے دوران ثابت کر دیا کہ وہ امن معاہدے کی پاسداری کرے گی اور امریکہ کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ معاہدے کی پاسداری کرے اور سازشی عناصر پر کڑی نظر رکھے۔ امریکی افواج کے انخلا اور قیدیوں کی رہائی کا سلسلہ جاری ہے جو خوش آئند امر ہے۔

# میڈیا کے ذریعے دیا جانے والا مغالطہ

سید افغان

۲۹ فروری کو قطر کے دارالحکومت دوحا میں افغان ملت کے نمائندے طالبان اور امریکا کے درمیان تاریخی معاہدہ ہوا۔ معاہدے میں واضح طور پر یہ بات موجود ہے کہ یہ معاہدہ امریکا اور امارت اسلامیہ کے درمیان ہوا ہے، کوئی تیسرا فریق اس میں شامل نہیں ہے۔ ساتھ ہی معاہدہ اس بات کی نشاندہی بھی کرتا ہے کہ جو لوگ امارت اسلامیہ کے مخالف ہیں ان کے ساتھ الگ سا مذاکراتی عمل ہوگا، جس میں افغانستان کے آئندہ نظام اور اس کے متعلق بحث ہوگی۔ اسی طرح معاہدہ میں بہت ہی نمایاں طور پر بتایا گیا تھا کہ امریکا اپنی فوج نکالنے کا پابند ہے، جبکہ طالبان اسے پرامن راستہ دینے کا۔ ان دو کے علاوہ کسی بھی فریق، کسی بھی ادارے اور کسی بھی فرد کو کوئی ذمہ داری دی گئی تھی اور نہ ہی کسی قسم کا معاہدہ ہوا تھا، جس کا مطلب یہ ہے کہ امریکہ کے علاوہ جس کو بھی امارت اسلامیہ سے کوئی تناؤ ہے وہ اب بھی برقرار اور ان سے پرانی روش جاری رکھی جائے گی۔

یہ تھی حقیقت، لیکن دنیا میں کنفیوژن کی صورتحال بنادی گئی ہے۔ مسئلہ کو حل کرنے بجائے مزید کھٹن بنانے کی عادت، بات کو بتنگڑ بنانے، حقیقت کو مسخ کرنے، ظلم ظلم کی دہائی میں اپنا ظلم چھپانے اور لوگوں کو صحیح صورتحال بتائے بغیر الجھن در الجھن میں مبتلا کرنے والی باتیں نام نہاد مہذب معاشرے کا حصہ بن گئی ہیں۔ اس لیے سادہ سا مسئلہ سمجھے بغیر پروپیگنڈا شروع کردیا جاتا ہے۔ معاہدہ کی اتنی واضح شقوں کے باوجود اب شوشے چھوڑے جارہے ہیں کہ جی یہ کیسا معاہدہ ہوا ہے؟ سمجھ نہیں آرہا کہ یہ کس طرح کا امن ہے؟ ایک طرف دنیا کو مذاکرات، امن معاہدہ اور اس سے ملے جلے تقریبات دکھائے جارہے ہیں، تاثر یہ دیا جارہا ہے گویا افغانستان میں چالیس سال سے جاری بدامنی اب ختم ہوگئی، دوسری جانب پھر سے مختلف شہروں میں چیک پوسٹوں پر حملے شروع ہوگئے ہیں، قتل وقتال کا وہی پرانا انداز پھر سے شروع ہو چلا ہے، طالبان اسی یورش اور شورش کو زندہ کرکے بدامنی کو پھر سے فروغ دے رہے ہیں، معاہدہ کو سبوتاژ کررہے ہیں، لوگوں کی جانوں سے کھیل رہے ہیں، خون خرابہ کیا جارہا ہے، عالمی تہذیب اور تمدن سے اپنی ناواقفیت کا ثبوت دے رہے ہیں، اصول کو قوانین کو روند ڈال رہے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔

عالمی طاقتوں کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ اپنی حقیقت چھپانے کے لیے جھوٹ کو اتنا پھیلا جاتا ہے کہ سچ کی جانب کسی کی نگاہ بھی نہیں اٹھتی۔ اس مقصد کے لیے وہ میڈیا کو سب سے زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ میڈیا بھی چوں چرا کیے بغیر اپنی پوری توانائی ان کے مقاصد کی تکمیل کے لیے بروئے کار لاتا ہے، جان جوکھوں میں ڈال کر چند ٹکوں کی خاطر اپنا نظریہ، اپنا عقیدہ اور اپنی سوچ وفکر قربان کرتا ہے، اسی کا ایک مظہر یہ ہے کہ اتنی واضح اور نمایاں پالیسی کے باوجود وہ عوام کو الجھنوں میں پھنسا رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ بدامنی، جنگ وجدل اور ملت دشمنی کا اصل ذمہ دار کون ہے؟

ملت دوستی، وطن پرستی، تہذیب وتمدن کی رکھوالی کا معیار کیا ہے؟

عوام کی جان ومال اور ناموس وعزت کی پاسبانی کے لیے دستور کیا ہے؟

اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ ملت دشمنی اور بدامنی کا حقیقی تصور یہ ہے کہ جنگ میں فریقین کے علاوہ کوئی اور متاثر نہ ہوجائے خود فریقین بھی جنگی اصول کی پوری رعایت رکھیں۔ تو آئیے صرف دو مثالوں پر نظر ڈالتے ہیں۔ امارت اسلامیہ کے تین امراء امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ، ملا اختر محمد منصور شہید رحمہ اللہ اور شیخ ہبۃ اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ کے پیغامات عوامی املاک، عوامی مقامات، عوامی جانوں کو تحفظ دینے سے لبریز نظر آتے ہیں، ان تینوں امراء کا شاید ہی کبھی کوئی

پیغام، کوئی بیان اور مجاہدین کو خطاب اس ہدایت سے خالی ہو۔ جبکہ دوسری طرف گزشتہ دو سالوں میں ان گنت واقعات کے اندر عوامی جان ومال کے متاثر ہونے کے بعد کابل انتظامیہ کے سربراہ اشرف غنی بڑے فخر سے سینہ تان کر کہا کہ یہ سب کچھ میرے حکم پر ہوا۔

جنگ بندی کے اعلانات دونوں جانب سے ہوتے ہیں۔ گزشتہ اٹھارہ سالوں کی صورتحال ایک طرف رکھیے ابھی عید کے موقع پر اشرف غنی نے چند دن پہلے اعلانِ جنگ کا ڈنکا بجایا، جواب میں امارتِ اسلامیہ نے بڑی فراخ دلی سے تین دن جنگ بندی کا اعلان کیا۔ ان کی دیکھا دیکھی اشرف غنی نے بھی لاچار ہو کر جنگ بندی کا اعلان کیا۔ لیکن کمال دیکھیے کہ امارت اسلامیہ کی جانب سے جنگ بندی کے اعلان پر سو فیصد عمل درآمد کیا گیا۔ تین دن میں طالبان کی جانب سے عوام کو تو کیا خود اپنے جانب مقابل کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ جبکہ کابل انتظامیہ نے انہیں تین دنوں میں تین بڑے دلخراش واقعات برپا کر کے اپنی دشمنی اور عالمی دہشت گردی کا ثبوت دے دیا۔ لغمان کے ضلع علیشنگ میں بمباری کر کے کئی نہتوں کو تہ تیغ کر دیا تھا۔ زابل کے شاہ جوئی میں رہا ہونے والے قیدیوں کے اہل خانہ کو اپنی خونی ہوس کا نشانہ بنا ڈالا۔ کابل کے مین روڈ پر بے گناہوں لوگوں کو گاڑیوں سے اتار کر بڑی بے دردی سے شہید کر دیا۔

وطن سے محبت، تہذیب وتمدن سے آشنائی اور اپنی ثقافت سے ہم آہنگی کا ایک پیمانہ یہ بھی ہے کہ وطن کی خاطر کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کیا جائے۔ اسی وطن میں زندگی ہو اور اسی مٹی میں قبر بنے۔ اپنے عوام کے ساتھ گزر بسر ہو اور انہیں میں اٹھنا بیٹھنا ہو۔ یہیں کا لباس، یہیں کی ثقافت اور یہیں کی روایات زندگی میں نظر آئیں۔ امارت اسلامیہ کے عام مجاہد اور کارکن سے لے کر امیر المؤمنین تک سب کے سب یہاں پلے بڑھے ہیں۔ یہیں ان کی زندگی ہے اور یہیں پر ان کی قبریں ہیں۔ عالمی سطح پر پروپیگنڈے کے باوجود آج تک کسی کو ایسا کچھ ہاتھ نہیں آیا جس کو لے کر وہ امارت اسلامیہ کے خلاف بطور ثبوت پیش کر سکیں۔ اس کے مقابل کابل انتظامیہ کے افراد میں جتنے بڑے بڑے نظر آتے ہیں کسی کی نہ زندگی یہاں گزری ہے، نہ تعلیم یہاں ہوئی ہے اور نہ ہی اب تک ان کے اہلِ خانہ ملک کے اندر موجود ہیں۔ ایک بہت ہی نمایاں فرق جس کے لیے کسی گہرے سوچ و فکر کی بھی چنداں ضرورت نہیں ہے یہ ہے کہ طالبان کے جس سطح کے رہنما سے اہلِ وطن ملنا چاہیں بلا روک ٹوک مل سکتے ہیں، جبکہ دوسری جانب ایک ادنی درجہ کے عہدیدار سے ملنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

عوام کی جان ومال کا تحفظ اور ان کی نمائندگی کا حق حاصل کرنے کے لیے ایک معیار یہ بھی ہے کہ عملی طور سے ان کے ساتھ زندگی کے ہر لحہ پر ہم آہنگی کا ثبوت دیا جائے، اب دیکھا جائے تو افغانی ثقافت، افغانی طرز وبود باش اور اسلوبِ حیات امارتِ اسلامیہ میں، اس کے افراد میں صرف دکھتا نہیں ہے بلکہ دنیا بھی اسے تسلیم کرتی ہے، جبکہ جانب مقابل کا طرزِ حیات، اندازِ گفتگو، سوچ کا معیار اور سب کچھ مغرب کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اس سے بندہ کیا اندازہ لگا سکتا ہے کہ وطن کا دشمن کون ہے اور دوست کون ہے؟

یہ تو معیار ہے جس پر اصولوں کے پیش نظر بات کی جاتی ہے، اب ذرا اس تازہ معاہدہ کو دیکھ لیجیے: معاہدہ کی متن میں یہ بات درج تھی کہ دس دنوں کے اندر کابل انتظامیہ طالبان کے پانچ ہزار قیدی رہا کرے گی اور بین الافغانی مذاکرات کے لیے اپنی ٹیم تشکیل دے گی، دس تو خیر سے گزرے، مہینہ بھی گزرا، دو تین اور اب چار مہینے گزر چکے۔ کابل انتظامیہ ٹیم بنا سکی اور نہ ہی قیدی رہا کیے گئے۔ دوسری جانب طالبان کی ٹیم بھی صرف تیار نہیں بلکہ مذاکرات کے لیے ہمہ وقت تیار اور چوکنا ہے۔ ان کے ذمہ لگایا گیا تھا کہ وہ بدلہ میں ایک ہزار کابل انتظامیہ کے قیدی رہا کر دیں۔ وہ اس کے لیے بھی اپنی فراخ دلی کا ثبوت بارہا دے چکے ہیں، لیکن میڈیا اور پروپیگنڈہ کرنے والوں کو یہاں اس صریح خلاف ورزی پر کچھ بولنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ کسی صورت وہ اس کو زیر بحث نہیں لائیں گے۔ البتہ حقائق مسخ کرنے کی جو ذمہ داری انہیں ملی ہے، اسے وہ بخوبی نبھاتے ہیں اور یہ غلط فہمیاں پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے، لیکن فطری اصول یہ ہے کہ حقیقت کبھی دبنے سے دبی نہیں ہے مزید ابھری ہے۔

# سفاکانہ واردات اور پس پردہ عزائم

سیف العادل احرار

12 مئی کو افغانستان میں ایک ہی دن تین دل خراش واقعات رونما ہوئے۔ پہلے صوبہ بلخ کے ضلع خاص بلخ میں افغان فضائیہ نے رات کو نماز تراویح کے بعد کاشت کاروں پر بمباری کی، جس کے نتیجے میں 10 افراد شہید اور 12 زخمی ہوگئے۔ کابل حکام نے دعوی کیا کہ اس کارروائی میں گیارہ طالبان مارے گئے ہیں۔ جب کہ امارت اسلامیہ کے ترجمان نے میڈیا کو جاری کردہ پیغام میں کہا کہ اس کارروائی میں شہید ہونے والے عام لوگ تھے۔ اس واقعے کے بعد سیکڑوں افراد نے گورنر ہاؤس کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا اور کابل حکام کے خلاف شدید نعرہ بازی کی۔ اس موقع پر قبائلی رہنما اور سابق کمانڈر غلام سخی نے میڈیا کو بتایا کہ رمضان میں شدید گرمی کی وجہ سے ہمارے کاشت کار رات کے وقت کام کرتے ہیں۔ گزشتہ رات بھی نماز تراویح کے بعد 25 کاشت کار کھیتوں میں مصروف تھے، جن پر بمباری کی گئی۔ شہید ہونے والوں میں ایک بھی مسلح شخص موجود نہیں تھا۔

اگلے روز صبح دس بجے مغربی کابل کے علاقے دشت برچی میں میٹرنٹی ہسپتال پر پولیس کی وردی میں ملبوس تین مسلح حملہ آوروں نے حملہ کیا، جس میں شیر خوار بچوں اور خواتین سمیت متعدد افراد جاں بحق اور زخمی ہوگئے۔ یہ خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ اسی دوران دوسری خبر آئی کہ ننگرہار کے ضلع شیوہ میں ایک سابق پولیس اہل کار کی نماز جنازہ میں خودکش دھماکہ ہوا ہے، جس میں درجنوں افراد مارے گئے ہیں۔

امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے ان حملوں سے لاتعلقی کا اعلان کیا۔ انہوں نے اپنی ٹویٹ میں کہا کہ طالبان کا کابل اور ننگرہار کے حملوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جب کہ داعش نے ان حملوں کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ امریکا اور روس نے بھی کہا کہ ان حملوں میں داعش ملوث ہے۔ یہ تینوں واقعات قابل مذمت ہیں۔ ننگرہار میں نماز جنازہ پر خودکش حملہ بھیانک صورتِ حال ہے۔ میٹرنٹی ہسپتال پر داعش کا حملہ نہایت سفاکانہ واردات ہے۔ نوزائیدہ بچوں کی ٹارگٹ کلنگ سنگ دلی کی انتہا ہے۔ جنازے کے تقدس کا خیال نہ رکھنے والے، نومولود بچوں اور خواتین کو قتل کرنے والے مسلمان اور انسان کہلانے کے قابل نہیں ہیں۔ یہ وحشی درندے ہیں۔ داعش کی تاریخ ایسے ہی دل دہلا دینے والے مظالم سے بھری پڑی ہے۔ اس میں زندہ انسانوں کی کھال اتارنے، انسانوں کو زندہ جلانے جیسے بہیمانہ جرائم شامل ہیں۔ داعش کی سفاکیت کی مثالیں زمانہ جاہلیت کے وحشیوں سے بھی بدتر ہیں۔ ماہ مبارک رمضان میں معصوم بچوں کا سفاکانہ قتل انسانی المیہ ہے۔ انارکی اور لاقانونیت نے پورے افغانستان کو اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے۔

ان واقعات کے بعد کابل انتظامیہ کے سربراہ اشرف غنی نے اپنے ویڈیو پیغام میں ان ہولناک حملوں کا الزام طالبان پر عائد کرتے ہوئے جارحانہ جنگ شروع کرنے کا اعلان کر دیا۔ سوال یہ ہے کہ کابل حملہ داعش کی کارستانی ہے۔ جب کہ اشرف غنی نے طالبان کے خلاف آپریشن کا اعلان کر دیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے یہ حملے کس لیے اور کس کے کہنے پر کرائے گئے ہیں۔ ان حملوں کی آڑ میں اصل مجرم کے بجائے طالبان کے خلاف آپریشن شروع کرنے کے مقاصد بہت واضح ہیں۔ کابل حکام امن معاہدہ سبوتاژ کرنے کے لیے پہلے دن سے سازشوں میں مصروف ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں ان حملوں کی منصوبہ بندی اس لیے کی گئی تھی، تاکہ اشرف غنی کو آپریشن کا بہانہ مل سکے۔

عالمی برادری کو چاہیے وہ ان واقعات کی شفاف تحقیقات کرے۔ طالبان اس

کے ساتھ ہر قسم کے تعاون کے لیے تیار ہیں۔ اشرف غنی نے جنگ کا اعلان کر کے اپنے مذموم ارادے واضح کر دیے ہیں۔ ان کے اعلان جنگ سے واضح ہوتا ہے وہ جنگ کے علاوہ کسی چیز پر یقین نہیں رکھتے۔ امارت اسلامیہ نے اشرف غنی کے اعلان جنگ پر رد عمل ظاہر کرتے ہوئے واضح کیا کہ ہمارے مجاہدین افغان فورسز کے حملوں کا بھرپور جواب دینے کے لیے مکمل تیار ہیں۔ ہم محض دھمکی نہیں دیتے، بلکہ جو کچھ کہتے ہیں، کر کے دکھاتے ہیں۔ اسی سلسلے میں ایک فدائی مجاہد نے گردیز میں فوجی بیس پر ہلاکت خیز حملہ کیا، جس میں درجنوں افغان فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔

امریکا اور روس نے بھی عندیہ دیا ہے کہ ان حملوں میں داعش ملوث ہے۔ امریکی وزیر خارجہ اور زلمے خلیل زاد نے واضح طور پر کہا ہے کہ امریکی معلومات کے مطابق یہ حملے داعش نے کیے ہیں۔ افغانستان کے لیے روس کے خصوصی نمائندے ضمیر کابلوف نے بھی کہا کہ ان حملوں میں داعش ملوث ہے۔ اشرف غنی کے اعلان جنگ سے بین الافغان مذاکرات کو دھچکا لگے گا۔

امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے ایک مدلل اور تفصیلی خبر شائع کی ہے۔ اس کے مطابق کابل شہر کے علاقے دشت برچی میں ایم ایس ایف ہسپتال پر حملہ ہوا۔ اس میں بہت سے مظلوم شہریوں، خواتین اور بچوں کو نشانہ بنایا گیا۔ یہ بہت بڑا جرم ہے۔ اسی دن صوبہ ننگرہار میں نماز جنازہ میں بھی دھماکا ہوا، جس میں متعدد افراد شہید اور زخمی ہو گئے۔ امارت اسلامیہ نے دونوں واقعات کی شدید مذمت کی اور واضح کیا کہ ایسے ہول ناک واقعات جرائم پیشہ عناصر اور مفاد پرست ٹولے کی سازش ہیں، جو نہتے انسانوں کے قتل عام کی آڑ میں مذموم مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کابل انتظامیہ کے اعلی حکام نے ان واقعات کی ذمہ داری امارت اسلامیہ پر عائد کر دی ہے۔

امارت اسلامیہ ایک بار پھر واضح کرتی ہے کہ کابل دشت برچی کے سفاکانہ واقعے سے مجاہدین کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ امارت اسے ایک خوف ناک، غیر اسلامی اور غیر انسانی عمل سمجھتی ہے۔ ہم مصیبت کی اس گھڑی میں شہداء اور زخمیوں کے اہل خانہ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ امارت اسلامیہ نے 2014ء میں متعدد بار عالمی برادری اور ایم ایس ایف فلاحی ادارے سے کابل دشت برچی کے علاقے میں 100 بیڈز پر مشتمل ہسپتال قائم کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ جس کی بنیاد پر خواتین اور بچوں کے لیے ایک ہسپتال قائم ہوا۔ کیا یہ معقول بات ہے کہ اسی ہسپتال پر دوبارہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین حملہ کریں، جو امارت کے مطالبے پر قائم ہوا ہے؟!

اس ہسپتال میں کوئی فوجی اہداف موجود نہیں تھے۔ کیسے ممکن ہے کہ اسلام کو سمجھنے اور بے گناہ انسانوں کے قتل کے جرم سے واقف مجاہدین نہتی خواتین اور نومولود معصوم بچوں پر حملہ کریں؟ حملے کے بعد کابل حکام اور ان کے حامیوں نے امارت اسلامیہ کے خلاف منظم پروپیگنڈا شروع کیا۔ تحقیقات کے بغیر اس حملے کو امارت اسلامیہ سے جوڑنے کی کوشش کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے حملے کے پس پردہ مذکورہ مفاد پرست عناصر کا ہاتھ تھا۔ امارت اسلامیہ کو بدنام کے لیے ان ہول ناک واقعات کی منصوبہ بندی کی گئی تھی۔

اشرف غنی کے اعلان جنگ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت یہ دھماکے کیے گئے۔ ان کی آڑ میں امن عمل کو سبوتاژ کرنے کے لیے اشتعال انگیز اعلان کیا۔ اسی طرح حملے کے فوراً بعد کابل انتظامیہ کے مختلف اداروں کی جانب سے وٹس ایپ اور مسینجر گروپس میں جعلی آڈیو کلپس نشر کیے جا رہے تھے، جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ دشت برچی کا حملہ پہلے سے امارت اسلامیہ کو بدنام کرنے کا منصوبہ تھا۔ تاکہ اس گھناؤنے جرم کو مذموم مقصد کے لیے استعمال کیا جائے۔ امارت اسلامیہ کے ترجمان نے ان حملوں کی شفاف اور غیر جانب دارانہ تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے۔ اب عالمی برادری اور اقوام متحدہ کو چاہیے کہ وہ ان واقعات کی تحقیقات کریں۔ ان جرائم میں ملوث کرداروں کو بے نقاب کریں۔

# شہید امیرالمومنین کی جائیداد بارے پروپیگنڈا

جمیل باور

امارت اسلامیہ نے اپنے اعلامیے میں کہا ہے کہ شہید امیرالمومنین ملا اختر محمد منصور تقبلہ اللہ کی جائیداد بارے خبر ہمسایہ ملک پاکستان میں گردش میں ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ امیرالمومنین امارت جیسی بڑی ذمہ داری کے ہوتے ہوئے تجارت کے لیے فارغ نہیں تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ شہید امیرالمومنین سمیت امارت اسلامیہ کے دیگر رہنما مال و دولت کے ہر لالچ سے دور رہتے ہیں۔ جب کہ شہید امیرالمومنین کے جہادی کارناموں، ان کی سیاسی ذکاوت، ان کے غیر متزلزل عزم اور استقامت نے دنیائے کفر کو ناکوں چنے چبوائے ہیں۔ یہی وجہ ہے اب ان کی شہادت کے بعد ایک سازش کے تحت ان کی شخصیت کو داغ دار کرنے کے لیے ان کی جائیداد اور املاک کی بحث چھیڑی گئی ہے، جو سرے سے موجود ہی نہیں ہیں۔

جب امریکا نے پوری قوت سے افغانستان پر حملہ کیا تو اس نے سب سے پہلے امارت اسلامیہ کی جانب سے قائم کیے گئے شرعی نظام حکومت کا خاتمہ کیا۔ مسلمانوں کو یہ نظام ایک طویل عرصے کے بعد ملا تھا۔ یہ اسلامی نظام روسی جارحیت کے بعد لاکھوں لوگوں کی قربانیوں اور ہجرتوں کے نتیجے میں ملا تھا۔ امریکا نے جارحیت کے ساتھ ہی درندگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے مخالفین کو گرفتار کیا۔ انہیں افغانستان کی خفیہ جیلوں میں قید کیا گیا۔ اسی طرح سیکڑوں مجاہدین کو کیوبا میں واقع گوانتاناموبے جیسے بدنام زمانہ قید خانے میں لے جایا گیا، جہاں قیدیوں کے ساتھ انسانیت سوز رویہ رکھا جاتا ہے۔ وہاں دنیا کا کوئی قانون لاگو نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے امریکا کو مزید درندگی کا کھلا موقع مل جاتا ہے۔

ایک مرتبہ میڈیا نے تب کے امریکی صدر بش سے سوال کیا کہ 'آپ تو ہمیشہ انسانی حقوق کی بات کرتے ہیں۔ جب کہ کیوبا کے گوانتاناموبے میں قیدیوں کے ساتھ بہت برا اور غیر انسانی سلوک کیوں روا رکھا جاتا ہے؟ اس پر بش نے جواب دیا کہ 'ہم ان قیدیوں کے ساتھ ایسا سلوک اس لیے کرتے ہیں، کیوں کہ یہ لوگ انسانیت کی تعریف میں نہیں آتے۔'

امریکا امارت اسلامیہ کے مجاہدین کو انسانیت کی تعریف میں نہیں سمجھتا تھا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کی کامل نصرت سے تقریباً بیس سال کی مسلسل جدوجہد کے بعد امریکا انہی کیوبا کے قیدیوں کے سامنے بیٹھا امن کی بھیک مانگ رہا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے امارت اسلامیہ کے لیے ایک بڑا اعزاز تھا، جو عنایت کیا گیا۔ جب امریکی سیاست دانوں نے طالبان اور امریکا کے درمیان ہونے والے معاہدے کا متن پڑھا تو وہ دنگ رہ گئے۔ ان کے وہ دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے کہ انہیں سیاسی میدان میں کوئی شکست نہیں دے سکتا۔

اب امریکا اور اس کے کاسہ لیسوں کی یہی پالیسی ہے کہ وہ اسلامی ممالک سمیت افغانستان کے مشہور علما اور امارت اسلامیہ کے رہنماؤں کی کردار کشی کر کے انہیں افغان سماج میں بدنام کر کے لوگوں کو ان سے بدظن کریں۔ میڈیا کے ذریعے ان کے یہ شیطانی ہتھ کنڈے امریکی جارحیت کے آغاز سے اب تک جاری ہیں۔ امریکی حملے کے دوران یہی میڈیا اس کے جواز کے لیے دلائل تلاش کرنے میں دن رات ایک کیے ہوئے تھا۔

اس بار انہوں نے شہید امیرالمومنین کے بارے میں جھوٹا پروپیگنڈا کیا اور کہا کہ ان کی کراچی سمیت دوسرے شہروں میں جائیداد ہے، جسے عدالت کی جانب سے ضبط اور نیلام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

شہید امیرالمومنین کی شخصیت کی تعریف پوری دنیا نے کی اور اس بارے میں میڈیا پر بھی بہت کچھ شائع کیا گیا کہ آپ ایک نڈر، ذہین اور عظیم سیاسی تدبر رکھنے والے شخص تھے۔ امریکا اور اس کی کٹھ پتلیاں اپنی بین الاقوامی حیثیت کے لیے اس طرح کے جھوٹے پروپیگنڈوں کا سہارا لیتی رہی ہیں۔ جب کہ ناکامی ان کا مقدر ہے۔ ان شاء اللہ

# اور ایک دفعہ پھر ورغلانے کی کوشش

سید عبد الرزاق

۲۸ ستمبر ۲۰۱۹ کو افغانستان میں انتخابات نامی کوئی ڈرامہ کھیلا گیا، ویسے خود ان ڈرامہ سازوں کے حساب سے یہ ڈرامہ ۲۰ اپریل کو منعقد کیا جانا چاہیے تھا، لیکن خدا جانے کیا مصلحت آڑے آئی کہ تین مہینے کے التوا کو بیچ میں لایا گیا، انتخابات کے اس مرحلہ کے لیے چھ مہینے سے زیادہ کی کوششیں ہوئیں، کل اٹھارہ امیدوار تھے جو اس دوڑ میں شامل تھے اور ہر ایک کو اس مظلوم ملت کی نمائندگی کا بزعم خویش شوق چڑھا تھا، اس کام کے لیے ملت کے خون پسینے سے جمع کردہ مال و دولت سے ایک ضخیم رقم کی بجٹ مختص کردی گئی، دعوی یہ کیا جارہا تھا کہ کل رجسٹرڈ ووٹوں کی تعداد ۹،۶ ملین ہیں، جن میں خواتین کی بھی بڑی تعداد شامل ہیں، ۲۹ ستمبر کی صبح ہوئی، ڈرامہ کا آغاز ہوا، ہر امیدوار بڑے گھمنڈ میں تھا کہ یہ ساری حق رای دہی ان کے پلڑے میں ڈالی جائے گی، لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ حق حکمرانی صرف اسی کو ملتا ہے جس پر آقاووں کی نظرِ کرم پڑی ہو۔

چنانچہ یہ دن اپنی انتہا کو پہونچا، نام نہاد الیکشن کمیشن نے اعلان کیا کہ تین ہفتوں میں نتائج کا اعلان کیا جائے گا، تین ہفتوں تک استعمال شدہ ووٹوں کو مرکز لاکر گنتی کا عمل شروع کیا جائے گا، تین ہفتے گزرنے پر الیکشن کمیشن نے بجائے اپنی ناکامی کے اس سارے عمل کو گھمبیر ہونے کی پیشگوئی کرکے مزید وقت مانگا، وقت پہ وقت مانگنے کا جب سلسلہ شروع ہوا تو اشرف غنی کے کچھ فالورز نے یہ بے پر کی اڑائی کہ وہ جیت گیا ہے، جس کے جواب میں عبداللہ عبداللہ کے طرفداروں نے بھی اپنی جیت کا اعلان کیا اور جانبِ مقابل پر خوب جگت کی۔

تین ماہ کی طویل تاخیر سے ۲۳ دسمبر کو ابتدائی نتائج کا اعلان ہوا جس میں اشرف غنی کی برتری کا بتایا گیا تھا، اس لیے اس کے مقابل عبداللہ عبداللہ نے الیکشن کمیشن کے در پر شکایات کی انبار لگادی، اتنے تو ووٹ استعمال نہیں ہوئے ہونگے جتنے شکایات کی بوریاں جمع ہوئیں، شکایات کو دیکھنے، قابل سماعت اور غیر قابل سماعت کو الگ کرنے میں پھر سے تین ماہ کا عرصہ گزرا، بالآخر ۲۸ فروری کو حتمی نتائج کا اعلان ہوا اور رسمی طور پر الیکشن کمشنر نے اشرف غنی کو ایک ملین ووٹوں سے ملک کا الیکٹیڈ پریزیڈینٹ قرار دے دیا جبکہ دوسرے نمبر پر عبداللہ عبداللہ کو زیادہ ووٹوں کا مستحق قرار دے دیا گیا، رپورٹ میں بتایا گیا کہ ۹،۶ ملین رجسٹرڈ ووٹروں میں سے بمشکل دو ملین لوگوں نے اپنی حق رای دہی کا استعمال کیا ہیں، عبداللہ عبداللہ اور اس کی جماعت، حزبِ اسلامی کے سربراہ گلبدین حکمت یار اور دیگر اکثر کنڈیڈیٹ نے انتخابی رزلٹ کو مسترد کردیا، ساتھ ہی عبداللہ عبداللہ نے اپنی صدارت کا اعلان کیا، اشرف غنی کی جانب سے ۸ مارچ کا دن تقریبِ حلف برداری کے لیے متعین کیا گیا تھا تو عبداللہ نے بھی وہی دن مختص کیا، چنانچہ دنیا نے یہ تماشا دیکھا کہ ایک ہی دن میں چند گز کے فاصلہ پر دو محلوں دو بندوں نے ایک ہی ملک کے پریزیڈنٹ کا عہدہ سنبھالنے کا حلف اٹھایا اور اپنے اپنے طور پر حکومت بنانے کا عزم کیا۔

اصولی طور پر دیکھا جائے تو خود ان کے بنائے ہوئے قانون کی رو سے کوئی ایک بھی اہل نہیں تھا، قانون یہ بتاتا ہے کہ پچاس فیصد رای سے کم کم کالعدم ہیں، اور یہاں تو پچاس کیا بیس فیصد بھی نہیں ملے تھے، وہ الیکشن کمیشن جس کو یہ لوگ آزادانہ اور بے طرف جیسے معزز القابات سے نوازتے تھے، اس کا فریضہ بنتا تھا کہ واقعتا آزادانہ رہتا اور انتخابات کو ڈھونگ قرار دیتا، لیکن انہوں نے حقیقی طور پر غلامانہ رویہ کی اصلیت سے آگاہ کیا اور ثابت کیا کہ وہ صرف غلام نہیں بدترین جکڑا ہوا بھی ہے۔

دونوں سربراہوں کی اس رسواکن رویے نے یہی پر بس نہیں کیا، اشرف غنی نے عبداللہ عبداللہ کا سابقہ عہدہ چیف ایگزیکٹیو کے خاتمہ کا اعلان کیا تو عبداللہ عبداللہ نے اس کی صدارت سے انکار کرتے ہوئے اپنے طور سے گورنروں کی تعیناتی کے فرامین جاری کردیئے، وزرا کو قلمدان دینا شروع کیئے، اور مزید دھمکی دی کہ وہ اشرف غنی کے لیے صدر ہاوس کا دروازہ بند کرے گا، اس رویے سے قوم سخت اذیت میں مبتلا ہوگئی، ایک ایسے وقت میں کہ ملک استعماری پنجہ سے خلاصی حاصل کرنے کی دہانے پہ پہونچ چکا ہے اور اب انہیں کی باری ہے کہ وہ آگے بڑھ کر ملک وملت کو سہارا دیتے اور ان کے غموں کو خوشیوں میں بدل دیتے، انہوں نے ذاتی مفادات کے لیے اپنی پوری توانائی صرف کرنے پہ توجہ دی، لیکن قوم کے سامنے اظہار یہ کرتے تھے گویا وہ ان کی بقا کی جنگ لڑرہے ہیں، سیاسی دھڑوں کی جانب سے مفاہمت کی بات شروع ہوئی تو عبداللہ عبداللہ نے یہ کہہ کر اسے اپنی موت آپ مروادیا کہ میں کسی صورت دوسرّے حکومت کو برداشت نہیں کرسکتا، اگر میں نے ایسا کیا تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ میں اس دھاندلی زدہ الیکشن کو قبول کیا ہے، جبکہ اشرف غنی اپنی

معصومیت کا اظہار کچھ یوں کرتے، اگر میں نے عبداللہ عبداللہ سے کوئی لے دے کا معاملہ کیا تو اس کا مطلب افغان عوام کی مینڈیٹ پہ ڈاکہ ڈالنا ہوگا، یہ اپنی قوم سے بد ترین غداری ہوگی، بلکہ اشرف غنی کے معاون اول نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اگر عبداللہ کو کسی بھی طرح سے کوئی عہدہ دیا گیا تو وہ اپنے منصب سے مستعفی ہوگا۔

ان تمام نشیب وفراز کے بعد ۹ مئی کو عبداللہ کے ترجمان نے اپنے ایک بیان میں میڈیا کو بتایا کہ اشرف غنی کے ساتھ اصول میں اتفاق ہوگیا ہے، جزئیات پہ بحث جاری ہے، اسی کا نتیجہ تھا کہ ۱۷ مئی کو دونوں سربراہوں نے ایک معاہدہ پہ دستخط کردیا جس میں اشرف غنی کو صدر اور عبداللہ کو دوسرا بڑا آدمی مانا گیا تھا، اب یہ دوسرا آدمی کس عہدے کا ہوگا؟ اس کے لیے شاید انہیں کوئی نام ایجاد کرنا پڑے، کیونکہ دنیا میں تو آج تک ایسا ہوا نہیں ہے، ساتھ ہی معاہدہ میں یہ بھی درج تھا کہ عبداللہ کو پچاس فیصدی حصہ دیا گیا ہے، جس میں وزارت داخلہ کے قلمدان کے ساتھ، امن کمیشن کی سربراہی، گورنرشپ اور مختلف کمیٹیوں کی چیئرمین شپ بھی شامل تھیں، اسی طرح عبداللہ کے ایک معاون رشید دوستم کو فیلڈ مارشل کا عہدہ دیا گیا، جو فوجی سربراہ اور وزیر دفاع سے بڑا تصور کیا جائے گا، عبداللہ نے اپنے پیغام میں بتایا کہ یہ اتفاق ان کے لیے بڑا کٹھن اور صبر آزما مرحلہ تھا، لیکن رضائے خداوندی کے حصول اور ملک وملت کی مفاد کی خاطر اسے اس مرحلہ سے بھی گزرنا پڑا۔

عبداللہ عبداللہ اور اشرف غنی نے تو یہ بازی سر کردی، لیکن قوم کے دلوں میں کئی سوالات جنم لینے لگے، جن کے جوابات کے قوم منتظر ہیں:

۱۔ اگر ان دونوں نے یہ ساز باز ہی کرنی تھی تو پھر ڈیڑھ سال سے جاری انتخابات کے نام پہ ڈرامہ رچانے کی بھلا کیا ضرورت تھی؟

۲۔ اگر واقعتاً یہ اتفاق ملک وملت کے عظیم تر مفادات کی خاطر وجود میں آیا ہے تو پھر قوم کے خون پسینہ سے جمع شدہ رقم کو ان بے معنی کاروں میں صرف کرنے کیا حاجت رہ گئی تھی؟

۳۔ ملت سوال کررہی ہے کہ دونوں کے بیانات کی روشنی میں کوئی ایک جھوٹا ضرور ہے، تو اگر عبداللہ کو اپنی سچائی کا یقین ہے، پھر یہ معاملہ اور اتفاق چہ معنی دارد؟ اور اگر اشرف غنی اپنے کو قوم کی مینڈیٹ سے بازیاب تصور کرتا ہے پھر عبداللہ کو ایک دو فیصد نہیں پورا پچاس فیصد حصہ دینا کس قانون اور آئین کے تحت ہیں؟؟؟

۴۔ قوم کے ذہنوں میں عبداللہ کا یہ نعرہ "میں آخر دم تک اپنے عہدے کو سنبھالنے والا ہوں گا، میں کسی صورت اس سے پیچھے نہیں ہٹوں گا" اور اشرف غنی کا یہ دعوی "مجھے دوسرا حکومت کسی حال قبول نہیں" گردش کررہا ہے، اگر یہ دعوے اور نعرے مبنی بر حقیقت تھے تو آج اس اتفاق میں وہ سچائی کیا جھوٹ کو آویزاں نہیں کررہا؟؟؟

۵۔ قوم حیران ہے کہ جس رشید دوستم کو عبداللہ ہمارا قاتل باور کراتا تھا اور اشرف غنی اسے غدارِ وطن قرار دے کر ملک بدر کیا کرتا تھا آج وہ قوم کا سب سے بڑا محافظ کیسے بن سکتا ہے؟؟؟

۶۔ قوم سوال کررہی ہے کہ تم دونوں نے جو ساز باز کرنا تھا تو کرلیتے، لیکن جس دوستم کے ہاتھوں سے ابھی تک ہمارے خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں اور اس کا اقرار کل تک تم بھی کررہے تھے، آج وہ پھر سے اسی قوم کے باقی ماندہ خون چوسنے کے لیے کس بنیاد پر مقرر کیا گیا ہے؟؟؟

۷۔ بات اگر اجتماعی مفادات کی ہوتی، تو پھر ایک دو سیٹوں یا اپنی صدارت کی کرسی کی خاطر انہیں کس طرح فراموش کیا جاسکتا تھا؟؟؟

۸۔ قوم سمجھتی ہے کہ یہ محض ان کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں اس سے پرے اور کوئی مقصد نہیں ہے، کیونکہ دنیا میں آج تک کسی مملکت کے اندر ایسی شو بازی نہیں ہوئی کہ ووٹ تو واقعتاً ایک کو پڑ جائے اور دوسرا بنے بنائے کھچڑی میں آکے بن بلائے مہمان بن جائے۔

۹۔ ملک وملت سے ہمدردی کے نعروں کا بھانڈا اس اتفاق سے پھوٹ گیا ہے، اگر واقعتاً ہمدردی ہوتی تو بجائے اس نام نہاد اتفاق کے وہ حقیقی ہمدردی کی جانب گامزن ہوکر بین الافغانی مذاکرات کے سنہرے دور کا آغاز کرتے، لیکن بجائے اس کے اپنی ذاتی مفادات میں جکڑنا اس کے علاوہ اور کس چیز کا پتہ دیتا ہے؟؟۔

۱۰۔ حیا نامی کوئی چیز ہوتی تو دونوں رہنما ان انتخابات کو یکسر مسترد کرتے اور اپنے بنائے ہوئے قانون کی پاسداری کرتے کہ کسی کو بھی پچاس فیصد ووٹ نہیں ملے ہیں، پھر وہ کس بنیاد نمائندگی کے دعویدار ہیں؟؟؟

لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا، بلکہ اپنے ہاتھوں اپنے بنائے ہوئے قانون ودستور کی دھجیاں اڑا کر ثابت کردیا، کہ انہیں نہ ملک وملت سے ہمدردی ہے، نہ اسے ان مظلوموں کی غمخواری ہے، نہ انہیں امن وامان کا کوئی خیال ہے، نہ وہ کسی قانون کے پابند ہیں، نہ انہیں کسی دستور کی پاسداری کا پاسِ خاطر ہے، پھر تو قوم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں: کہ آخر یہ غدارِ وطن کس بنیاد پر گٹھ جوڑ کے مستحق ہیں؟؟؟

سچ کہا ہے کسی نے:

مگر یہ راز آخر کھل گیا سارے زمانے پر
حمیت نام ہے جس کا گئی تیمور کے گھر سے

# امارت اسلامیہ کی تعلیمی سرگرمیوں پر نظر

مستنصر حجازی

مغربی میڈیا نے اقوام عالم کے سامنے امارت اسلامیہ کی جو بھیانک تصویر کشی کی ہے اس سے یہی تاثر ملتا ہے کہ وہ دیگر شدت پسند تحریکوں کی طرح ایک تحریک ہے جس کا واحد مقصد مار دھاڑ اور قتل و غارت گری ہے۔ حالاں کہ ایسا قطعی طور نہیں ہے۔ اگر امارت اسلامیہ کی انسان دوست پالیسیوں کا بہ غور جائزہ لیا جائے تو مغربی میڈیا کے پروپیگنڈے اور الزامات کی حقیقت خود بخود واضح ہو جائے گی۔ امارت اسلامیہ اس ہمہ گیر عادلانہ نظام کے نفاذ کے لیے کوشاں ہے جس میں سیاسیات سے لے کر اخلاقیات تک، اقتصادیات سے لے کر تعلیم و تربیت تک وہ سب کچھ ہے جس میں فلاح انسانیت کا سامان ہے۔ امارت اسلامیہ کی نظریں جس طرح جہادی امور پر لگی ہوئی ہیں اسی طرح تہذیبی میدان بھی ان سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اور نا ہی اس سے صرف نظر کیے ہوئے ہیں بلکہ ان کا مقصد معاشرے کو ایک ایسا نوجوان فراہم کرنا ہے جو اسلامی تعلیمات کے زیور سے بھی آراستہ ہو اور عصری علوم پر بھی دسترس رکھتا ہو تاکہ شریعت کی روشنی میں سائنسی علوم سے استفادہ کر سکیں اور معاصر دنیا کے ساتھ ان کی زبان میں بات کر سکیں۔

کورونا کی غیر معمولی صورت حال میں جس طرح تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے متاثر ہوئے وہاں دنیا بھر میں شعبہ تعلیم و تربیت سے وابستگان بھی شدید مشکلات سے دوچار ہیں۔ مختلف ممالک میں بڑے بڑے کالجز اور یونی ورسٹیاں بند ہوگئیں۔ جس سے علم و حکمت کے سوتے خشک ہوتے جا رہے ہیں۔ امارت اسلامیہ نے یہاں بھی قوم و ملت کی راہنمائی کا میدان خالی نہیں چھوڑا۔ اپنے زیر اثر مدارس میں باقاعدہ طور مدارس کے مہتممین، منتظمین اور اساتذہ کو بلا کر اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے ان کے ساتھ صلاح و مشورے کیے۔ چناں چہ جون کے پہلے عشرے میں امارت اسلامیہ ہی کی ہدایت پر صوبہ قندوز کے تین اضلاع خان آباد، آقتاش اور قندوز کے مرکزی علاقے کے ساتھ منسلک مدارس کے مہتممین، منتظمین اور کالجز کے پرنسپل اور ٹیچرز کا نمائندہ اجلاس بلا کر ان میں کورونا کی وجہ سے پیدا شدہ صورت حال اور تعلیمی سرگرمیوں کے تعطل پر غور کیا گیا۔ اسی اجلاس میں پہلی جماعت سے لے کر بارہویں جماعت تک کالجوں کے پرنسپلز میں کتابیں تقسیم کیں۔ اسی طرح اسی ایجنڈے پر دشت ارچی اور ضلع قلعہ زال میں بھی مدارس اور کالجوں کے پرنسپلز کا مشترکہ اجلاس ہوا۔ یہ نشستیں یہ بات واضح کرنے کے لیے کافی ہیں کہ امارت اسلامیہ تعلیم کے حوالے سے کس قدر فکر مند ہے اور تعلیمی سرگرمیوں کے تسلسل کو کس قدر اہمیت دیتا ہے۔ اس طرح مدارس اور عصری تعلیمی اداروں کے درمیان انگریز کے پیدا کردہ خلیج کو بھی پاٹنے کے لیے کام بھی کرتا ہے، یہ ایک واضح پیغام ہے کہ امارت اسلامیہ تعلیمی سرگرمیوں کے لیے کس حد تک سنجیدہ ہے۔

امارت اسلامیہ پر تسلسل کے ساتھ ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ وہ تعلیم دشمن ہے۔ یہ قطعی طور پر درست نہیں ہے۔ یہ اعتراض بھی دیگر اعتراضات کی طرح محض پروپیگنڈا اور امارت اسلامیہ کے کردار کو داغ دار کرنے کے لیے اسلام دشمن قوتوں کا ایک حربہ ہے۔ یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ امارت اسلامیہ تعلیم دشمن ہو بھی کیسے سکتا ہے جب کہ وہ قرآن حکیم کے ان تعلیمات کو نافذ کرنے کے لیے کوشاں ہیں جس کا پہلا حکم ہی "اقرا" یعنی پڑھ سے شروع ہوتا ہے۔ اس وقت بھی امارت اسلامیہ کے زیر نگین علاقوں میں امارت ہی کی نگرانی میں مدارس اور اسکول و کالجز کام کر رہے ہیں، جو کسی بھی تعلیمی سرگرمی کو شروع کرنے سے قبل امارت کے احکام کے منتظر رہتے ہیں۔

جون کے پہلے عشرے میں امارت اسلامیہ کے کمیشن برائے تعلیم و تربیت نے امارت کے ساتھ منسلک مدارس و کالجز کے لیے کورونا کے بعد پیدا شدہ صورت حال اور نئے تعلیمی سال کے آغاز کے لیے ہدایات کے طور پر ایک اعلامیہ جاری کیا جو تین بنیادی پوائنٹس پر مشتمل ہے، جسے یہاں من و عن نقل کیا جا رہا ہے۔

1۔ "تمام تعلیمی اداروں کے منتظمین اور اساتذہ کی خدمت میں عرض ہے کہ موجودہ غیر معمولی صورت حال میں رجوع الی اللہ کا خصوصی اہتمام کیا جائے تاکہ یہ صورت حال ختم ہو اور حسب سابق ایک بار پھر دینی مدارس اور کالجز میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ شروع ہو۔

2۔ کمیشن برائے تعلیم و تربیت ہیلتھ کمیشن کے ساتھ مسلسل رابطے میں ہے، جیسے ہی وہ صورت حال کی بہتری کا اطمینان دلائیں گے اسی وقت تعلیمی سرگرمیاں جاری رکھنے کے احکامات جاری کیے جائیں گے۔

3۔ تمام تعلیمی ادارے اسباق کے نقشے تیار کریں اور اساتذہ کے ساتھ رابطے میں رہیں۔ اگر ممکن ہو تو طلبا کے لیے آن لائن داخلوں کی سہولت مہیا کی جائیں تاکہ اسباق کے آغاز تک وقت ضائع نہ ہو۔"

اس اعلامیے اور مختلف صوبوں میں امارت اسلامیہ کی ہدایت پر مدارس اور کالجوں کے ٹیچرز کے ساتھ مشترکہ مجالس کے انعقاد سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ امارت اسلامیہ کے قائدین ریاستی اداروں کے مقابلے میں تعلیم کے لیے بدرجہا سنجیدہ ہیں۔

# افغان فوج کے ہتھیار ڈالنے کا سلسلہ تیز

عبدالعلی درانی

کئی بار دیکھا گیا ہے کہ کابل انتظامیہ نے میڈیا سے حقائق اور واقعات چھپانے کی کوشش کی ہے۔ پریس اینڈ میڈیا یونین نے پالیسی مرتب کی ہے کہ طالبان کی فتح سے متعلق کوئی خبر شائع نہیں کی جائے گی۔ دوسری طرف متعدد معاملات میں کابل انتظامیہ میڈیا کو وہ معلومات فراہم نہیں کرتی، جس میں اس کی کمزوری اور نااہلی ظاہر ہوتی ہے۔ البتہ حقائق کو واضح کرنا ہوگا۔ عوام کو جان لینا چاہیے کہ ملک میں کیا ہو رہا ہے؟ اگر ایک طرف کسی کالم نگار اور آزاد میڈیا کو معلومات فراہم نہیں کی جاتیں اور حقائق چھپائے جاتے ہیں تو دوسری طرف ان کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ معلومات حاصل کریں، وہ اگرچہ فریق مخالف سے متعلق ہوں۔ چوں کہ عوام کو اصل صورت حال اور حقائق سے آگاہ کرنا ضروری ہے، اس لیے ہم نے ایک حقیقت قوم کے سامنے آشکارہ کرنے کے لیے قلم اٹھایا ہے۔ اس پر کابل انتظامیہ نے خاموشی اختیار کی اور اس بارے کچھ بھی کہنے سے انکار کر دیا ہے۔

قوم کو معلوم ہونا چاہیے کہ کابل فوج کے اہل کار آئے روز جوق در جوق اہل کار امارت اسلامیہ کے سامنے ہتھیار ڈال رہے ہیں۔ وہ سرنڈر ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن نے گزشتہ دنوں خبر شائع کی کہ صرف مارچ میں کابل انتظامیہ کے 760 فوجی اور پولیس اہل کاروں نے ان کے سامنے ہتھیار ڈالے تھے۔ اس پر ایک تفصیلی رپورٹ شائع ہوئی تھی۔ اس میں سپاہی، اس کے والد کا نام، صوبہ، ضلع، گاؤں، عہدہ، مقام تعیناتی، تصویر، آمد کی تاریخ، اسلحہ کی قسم، جو وہ اپنے ساتھ لے کر آئے تھے وغیرہ جیسی تفصیلات رپورٹ میں دی گئی تھیں۔ اگر آپ ماہانہ رپورٹ پر نظر ڈالیں تو ہر ماہ سیکڑوں اہل کار سرنڈر ہوتے ہیں۔

سوشل میڈیا میں اکثر ایسی خبریں آتی رہتی اور ہم دیکھتے ہیں کہ افغان فورسز کے اہل کاروں کے ہتھیار ڈالنے کی خبریں تصویروں سمیت شائع ہوتی ہیں۔ اگر ہم اس رپورٹ کی درستی پر غور کریں تو پتا چلتا ہے کہ مذکورہ رپورٹ درست اور صحیح ہے۔ اسی لیے ہم نے اس مضمون میں مذکورہ رپورٹ کا حوالہ دیا ہے۔ کیوں کہ اتنی تفصیل اور وضاحت سے مزین رپورٹ کا انکار ناممکن ہے۔ یہ پوچھنا ضروری ہے کہ تمام تر وسائل، طویل مدتی پروگراموں، سرکاری ڈھانچے، بین الاقوامی امداد اور نیٹو کی حمایت کے باوجود کابل انتظامیہ کے تمام سکیورٹی اور سول اداروں سے فوجی، پولیس اہل کار، صوبائی اور مرکزی حکومت کے ملازمین درجنوں کی تعداد میں راہ فرار کیوں اختیار کر رہے ہیں؟ البتہ اہم سوال یہ ہے کہ وہ کہاں جاتے اور کس کے سامنے ہتھیار ڈالتے ہیں؟

بہت سے وجوہات اس ذلت اور شرمندگی کی باعث ہیں۔ ہتھیار ڈالنے والے اہل کار کھل کر کہتے ہیں کہ حکومت میں ہمارے حقوق محفوظ نہیں تھے۔ ہم جو خدمات انجام دیتے تھے، اس کے بدلے ہمیں کئی ماہ تک تنخواہیں ادا نہیں کی جاتی تھیں۔ جب تنخواہ دی جاتی ہے تو اس میں سے ایک تہائی کو بھی ادائیگی نہیں کی جاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں 'اگر ہم ہلاک یا زخمی ہوئے تو ہمارے بچوں اور ہمارے اہل خانہ کو حکومت کی طرف سے کوئی ریلیف نہیں ملتا۔ جب تک ہم زندہ ہوتے ہیں تو کابل حکام ہماری زندگی اور صحت کو استعمال کرتے ہیں۔ جب

ہم مرتے ہیں تو پھر ہمیں انسان بھی تسلیم نہیں کیا جاتا۔' ان کا کہنا ہے کہ ہماری حکومت سے علیحدگی کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہمیں ورغلایا گیا تھا۔ بہت سے راز اور حقائق ہم سے خفیہ رکھے جاتے ہیں۔ ہمیں بتایا گیا تھا کہ طالبان پاکستانی ہیں۔ ہماری جنگ آزادی اور حب الوطنی کی جنگ ہے۔ ہمیں افغانوں کے گھروں پر چھاپوں میں استعمال کیا جاتا تھا۔ ہم بے اختیار تھے۔ جو ہدایات امریکی دیتے تھے، ہم وہی کرتے تھے۔ طالبان کا موقف درست ہے کہ افغان فوج واقعی امریکا کی غلام ہے۔

جن علاقوں پر طالبان کا کنٹرول ہے، وہاں مکمل امن ہے۔ سب کے حقوق محفوظ ہیں۔ کسی کو شکایت نہیں ہے۔ انصاف پر فیصلے ہوتے ہیں۔ جب کہ ہمیں بتایا گیا تھا کہ طالبان لوگوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ خواتین اور بچوں کو قتل کرتے ہیں۔ ان پر تشدد کرتے مساجد میں بم دھماکے کرتے ہیں۔ جب ہمارے ساتھی طالبان کے سامنے ہتھیار ڈالتے یا طالبان کے ہاتھوں قید ہو جاتے ہیں تو طالبان ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتے ہیں۔ ان کے گلے میں ہار ڈال کر ان کا خیر مقدم کیا جاتا اور ان کا بھرپور استقبال کیا جاتا ہے۔

جب ہم سرکاری ملازمت کرتے تھے تو ہم طالبان کے زیر کنٹرول علاقوں میں موجود اپنے گھروں میں کبھی نہیں جا سکتے تھے۔ اب جب ہم سرنڈر ہو گئے ہیں تو ہم مکمل طور پر محفوظ ہیں۔ ہمیں کسی قسم کے خطرے کا احساس نہیں ہوتا۔ ہم پیدائشی مسلمان ہیں، لیکن ہمارا کوئی کردار مسلمانوں والا نہیں ہے۔ حتیٰ کہ ہم بدکاری، لواطت اور شراب نوشی سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ کابل انتظامیہ کے زیر کنٹرول علاقوں میں انصاف نہیں ہے۔ ہر کوئی خود ہی قانون بنا ہوا ہے۔ چوری کرنے پر پکڑ ہوتی ہے اور نہ ہی ظلم کرنے پر سزا ملتی ہے۔ لوگ افغان فوج کے مظالم سے بہت تنگ ہیں۔ حالاں کہ ہم یہاں ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ مجاہدین عوام کی بھلائی کے لیے بے حد کوشش کرتے ہیں۔

افغان فوج میں رشوت اور خیانت انتہا پر ہے۔ رشوت دیے بغیر کوئی جائز اور قانونی کام بھی نہیں ہو سکتا۔ جب تک آپ کسی آفسر یا محکمے کے اعلیٰ حکام کو رشوت نہ دیں، آپ کے جائز کام بھی نہیں ہو سکتے۔ سرکاری محکموں میں رشوت اور بدعنوانی کا بازار گرم ہے۔ اعلیٰ سرکاری افسران کھل کر رشوت طلب کرتے اور کرپشن کرتے ہیں۔ یہ بیماری نیچے سے اوپر تک ہر جگہ موجود ہے۔ اگر مذکورہ حالات پر غیر جانب دارانہ نظر ڈالیں تو اندازہ ہوگا کہ کابل حکام کس حد تک افغانستان کے غم خوار ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان تلخ حقائق اور وجوہات کی بنیاد پر ہی افغان اہل کاروں نے ہتھیار ڈالنے اور حکومتی صف سے علیحدگی کا سلسلہ تیز کر دیا ہے۔

دوسری طرف طالبان جنگ کے میدان میں سرخ رُو ہونے کے ساتھ سرکاری اہل کاروں کو اعتماد میں لینے اور کابل انتظامیہ کو کمزور کرنے کی پالیسی پر گامزن ہیں۔ اس کے نہایت مثبت اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ آئے روز جوق در جوق سرکاری اہل کار ہتھیار ڈالتے ہیں۔

اگر کابل انتظامیہ کی صف سے سکیورٹی اہل کاروں کے فرار کا یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو کابل انتظامیہ کے ڈھانچے کا ایک بہت بڑا حصہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے گا۔ یہ اس کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہوگا۔ اس کا ازالہ ممکن نہیں ہوگا۔

# بین الافغان مذاکرات اور رکاوٹیں

ہارون بلخی

29 فروری 2020ء کو امارت اسلامیہ اور ریاستہائے متحدہ امریکا کے درمیان طویل اور پیچیدہ مذاکرات کے بعد مملکت قطر کے صدر مقام دوحہ میں ایک معاہدے پر دستخط ہوا۔ جس کی اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے بھی توثیق کردی اور ساتھ ہی عالمی سطح پر بھی سمجھوتے کا خیر مقدم کیا گیا۔

مملکت قطر میں ہونے والے امریکا طالبان معاہدے میں طے کیا گیا تھا کہ افغانستان سے امریکی اور نیٹو افواج کا انخلا کئی مہینوں میں مکمل ہوگا اور طالبان افغان سرزمین کو امریکا اور اس کے متحدین کے خلاف استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ اور ساتھ ہی فریقین (طالبان اور امریکا) 6000 قیدیوں کو حسن نیت اور بین الافغان مذاکرات کے آغاز کی خاطر رہا کریں گے۔

کابل انتظامیہ کو طالبان اور امریکا کے درمیان ہونے والے معاہدے پر شروع ہی سے تحفظات تھے، حالانکہ جب بھی قطر میں طالبان اور امریکا کے درمیان نشست ہوتی اور وہاں کسی فیصلے اتفاق رائے ہوتا ڈاکٹر زلمے خلیل زاد اس سے کابل انتظامیہ باخبر رکھتا۔ اس کے باوجود اب یہ معاہدہ مزید تاخیر کا شکار ہو چکا ہے۔ معاہدے میں تحریر تھا کہ 14 ماہ میں تمام امریکی اور نیٹو افواج کا افغانستان سے مکمل انخلا ہوگا۔ معاہدے کے ابتدائی 135 ایام میں امریکا افغانستان میں اپنے فوجوں کی تعداد 8600 تک کم کریگی اور اسی تناسب سے امریکا کی اتحادی افواج کی تعداد کو بھی کم کردی جائے گی۔ معاہدے کے تحت قیدیوں کا تبادلہ بھی کیا جائے گا۔

10 مارچ 2020ء تک کابل انتظامیہ طالبان کے 5000 قیدی اور طالبان کابل انتظامیہ کے ایک ہزار سکیورٹی فوسز کو رہا کرینگے اور اس کے بعد بین الافغان مذاکرات شروع ہونگے، لیکن یہ سلسلہ تادم تحریر التواء کا شکار ہے اور اب تک مقررہ مدت سے کئی روز گزر چکے ہیں، اب تک کسی قیدی کی رہائی عمل میں نہیں لائی گئی ہے، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دوحہ معاہدے پر کابل انتظامیہ کی جانب سے عمل درآمد نہیں کیا جارہا، فی الحال کابل انتظامیہ نے دوحہ مذاکرات کے معاہدے پر دستخط کے بعد فریقین کے تبادلے کی شق کو تسلیم کرنے سے صاف انکار تو نہیں کیا، مگر ہٹ دھرمی و ٹال مٹول کی کوشش کر رہی ہے، تاہم وقت گزرنے سے تمام مسائل ان شاءاللہ حل ہو جائینگے۔ اسی لیے بڑے پیمانے پر قیدیوں کے تبادلے کو متنازع بنانے میں امن عمل متاثر ہوا۔ اس حوالے سے امریکا کے خصوصی ایلچی برائے افغانستان ڈاکٹر زلمے خلیل زاد نے معاہدے پر عمل درآمد کی غرض سے کابل انتظامیہ کے حکام سے ملاقات بھی کیں، اس کے علاوہ امریکی سیکریٹری خارجہ مائیک پومپیئو نے افغانستان کا دورہ کرنے کے بعد کابل انتظامیہ کو دی جانے والی ایک ارب ڈالر کی امداد بھی روک دی، جو کابل انتظامیہ اور اس کے سکیورٹی فورسز کے لیے ایک بڑا دھچکہ ہے، کیونکہ کچھ عرصہ قبل کابل انتظامیہ کے سربراہ اشرف غنی نے مغربی ذرائع سے خصوصی گفتگو کے دوران کہا تھا کہ اگر امریکی امداد روک دی جائے، تو ہماری حکومت بمشکل چار ماہ تک چلے گی۔

کابل انتظامیہ کے حکام نے بہت سے وعدہ کیے ہیں، لیکن اب تک کسی کو بھی عملی جامہ نہیں پہنایا گیا ہے۔ افغانستان کے تمام متعلقین کو دوحہ معاہدے پر جلد از جلد عمل کرنے کی ضرورت ہے، کیونکہ افغانستان کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے لیے انہیں زمینی حقائق کو مدنظر رکھنا ہوگا۔ قیدیوں کی رہائی اور بین الافغان مذاکرات کی جلد از جلد آغاز سے افغانستان میں قیام امن کی بحالی وقت کی اشد ضرورت ہے۔ چالیس سالہ جنگ اور بدامنی نے افغانستان کے انفرااسٹرکچر کو بری طرح تباہ کردیا ہے، ملکی معیشت کی بحالی کو شدید مسائل کا سامنا ہے۔ یہاں ایک سیاسی بحران چل رہا ہے، جس کے حل کے لیے حقیقی افغانوں کی ایک ایسی ٹیم کو منتخب کرنے کی اشد ضرورت ہے، جو افغانوں کے زخم پر مرہم پٹی کریں۔

دوسری جانب استعمار زدہ ملک افغانستان میں اس وقت سیاسی بحران بھی عروج کو پہنچا ہے۔ 2019ء میں جب نام نہاد صدارتی الیکشن ہوئے، تو اس میں دو امیدواروں اشرف غنی اور ڈاکٹر عبداللہ عبداللہ کے درمیان میڈیا میں سخت مقابلہ رہا، الیکشن کمیشن نے نتائج کا اعلان کرتے ہوئے اشرف غنی کو کامیاب قرار دیا، جب کہ عبداللہ نے ماننے سے انکار کردیا اور ایک سیاسی بحران نے جنم لیا۔ اس سلسلے میں امریکی اعلی حکام نے مصالحت کی کوشش کی، لیکن تادم تحریر انہیں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ صدارتی محل کے ایک کونے میں اشرف غنی نے صدر کے عہدے کا حلف اٹھایا اور دوسرے کونے میں ڈاکٹر عبداللہ عبداللہ نے خود صدر مملکت ہونے کا اعلان کیا۔

ایک ملک میں دو صدور! اس نازک صورت حال میں طالبان کس فریق (عبداللہ-اشرف غنی) کیساتھ مذاکرات کریں، کیونکہ دونوں ہی واحد افغانستان کے صدور ہیں۔ اس وقت یہاں سیاسی کشمکش شدت سے جاری ہے۔ ایک صدر دوسرے پر شدید تنقید کر رہا ہے۔

اس حالت میں قیدیوں کی رہائی تو ممکن ہے، مگر اس میں تاخیر ہو سکتی ہے، کیونکہ آقا کی موجودگی میں غلام کچھ نہیں کر سکتا، لیکن امریکا اپنے مفادات کو مدنظر رکھنے کی خاطر دونوں صدور کے درمیان مفاہمت کے عمل میں سست روی کا شکار ہے۔ وقت گزرنے کیساتھ قیدیوں کی رہائی کا عمل شروع ہو جائیگا اور فریقین ایک دوسرے کے قیدیوں کو رہا کرینگے، تب بین الافغان مذاکرات کے لیے راہ ہموار کی جائیگی، لیکن اب تک بین الافغانی مذاکراتی عمل میں کئی دشوار طلب مراحل باقی ہیں، جو عنقریب حل ہو جائیں گے۔ ان شاءاللہ

# کابل انتظامیہ کا پروپیگنڈا

سیف العادل احرار

امارت اسلامیہ اور امریکا کے درمیان ہونے والے معاہدے کے بعد کابل حکام نے بے بنیاد الزامات کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ میڈیا کے ذریعے خوف و ہراس پھیلایا جا رہا ہے۔ یہ عناصر قوم کو ورغلانے کے لیے مختلف سوالات کرتے اور امن معاہدہ سبوتاژ کرنے اور قابض فوج کے انخلا میں رکاوٹ ڈالنے کی سازشیں کر رہے ہیں۔ وہ سوال کرتے ہیں کہ طالبان کے ساتھ معاہدے کے بعد داعش اور دیگر شدت پسند گروپس چیلنج ہیں؟ کیا بڑی طاقتیں اور پڑوسی ممالک افغانستان میں امن معاہدے کے بعد دیگر شدت پسند گروپوں کو سپورٹ کریں گے؟ کیا طالبان متحد اور منظم ہیں یا معاہدے کے بعد کچھ طالبان دیگر شدت پسند گروپوں میں شمولیت اختیار کر کے جنگ جاری رکھیں گے؟ طالبان کے بعد دیگر شدت پسند گروپوں کی موجودگی اور ان کی فعالیت کے کتنے امکانات ہیں؟

کابل انتظامیہ نے امن مذاکرات سے قبل دعوی کیا تھا کہ افغانستان میں طالبان کے علاوہ 22 شدت گروپس سرگرم ہیں۔ کابل حکام نے یہ من گھڑت دعوی اس لیے کیا کہ انہیں خوف ہے کہ اگر امریکا کا انخلا یقینی ہو گا تو یہاں طالبان دوبارہ اقتدار سنبھال لیں گے۔ جس سے ان کا اقتدار غروب ہو جائے گا۔ اس لیے وہ دنیا کو باور کرانے کی کوشش میں ہیں کہ طالبان کے ساتھ معاہدے کے باوجود افغانستان میں امن قائم ہو سکتا ہے اور نہ ہی دیگر شدت پسند گروپس کا خاتمہ ممکن ہو سکے گا۔ ان کی موجودگی سے دنیا کے امن کو خطرہ درپیش رہے گا۔ اگر کابل حکام سے ان 22 گروپس کے نام پوچھے جائیں تو وہ اپنے ان خود ساختہ گروپس کے نام نہیں بتا سکیں گے۔

علاوہ ازیں کابل حکام وقتاً فوقتاً یہ الزامات بھی لگاتے ہیں کہ طالبان کی صفوں میں شمالی صوبوں میں ازبک، ترکمن، چیچن اور دیگر ممالک کے جنگجو شامل ہیں۔ جب کہ جنوبی صوبوں میں پاکستان کے طالبان شامل اور بدخشان میں القاعدہ کے کمانڈر جنگ کی قیادت کر رہے ہیں۔ قوم جانتی ہے کہ دوحا معاہدے کے بعد ان الزامات کی کوئی اہمیت نہیں رہی۔ جن قوتوں نے طالبان کو دہشت گرد قرار دیا تھا، ان کے نزدیک طالبان دہشت گرد نہیں، بلکہ افغانستان کی مضبوط عسکری اور سیاسی قوت ہیں۔ جو ممالک طالبان کے ساتھ مثبت تعلقات قائم کرنے کے خواہاں تھے، لیکن خوف کی وجہ سے نہیں کر سکتے تھے، انہوں نے امن مذاکرات کے بعد کھل کر طالبان کے ساتھ اپنے مثبت تعلقات استوار کیے اور انہیں اپنے ممالک کے دورے کی دعوت دی۔

طالبان نے تمام الزامات کا بہترین جواب 19 برس کے دوران اتحاد اور اتفاق سے دیا۔ انہوں نے تمام تر مشکلات کے باوجود اپنا اتحاد برقرار رکھا۔ انہوں نے جنگ بندی کے دوران اپنے اتحاد کی بہترین مثال قائم کی۔ امارت اسلامیہ کو عوام کی بھرپور حمایت حاصل ہے۔ مجاہدین دیہاتوں میں رہتے ہیں۔ انہیں کھانا پینا عوام فراہم کرتے ہیں۔ ہزاروں مجاہدین گرفتار اور جام شہادت نوش کر چکے ہیں۔ اس کے باوجود میدان جنگ میں ہزاروں مجاہدین سرگرم عمل ہیں۔ ہر سال ان میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، جو عوامی حمایت کا ثبوت ہے۔

کچھ عناصر طالبان اور داعش کو عسکری کارروائیوں کے لحاظ سے ایک سمجھتے ہیں۔ان کی خدمت میں عرض ہے کہ طالبان نے اس ملک پر پانچ سال حکومت کی ہے۔دو عشروں سے مسلسل امریکا اور نیٹو کے خلاف برسرپیکار ہیں۔انہوں نے قندوز، فراہ، ہلمند، غزنی اور اروزگان جیسے صوبوں اور 60 کے قریب اضلاع پر اپنا کنٹرول قائم کیا ہے۔اس وقت بھی 70 فیصد رقبے پر ان کا کنٹرول ہے۔ وہ ہر روز مختلف صوبوں میں افغان فورسز کے اڈوں اور چوکیوں پر حملے کرتے اور فتوحات حاصل کرتے ہیں۔ کیا داعش کے پاس ایسا کوئی تاریخی کردار ہے؟ داعش ایک ڈرامہ ہے، جسے بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے۔ سازشی عناصر اس کی آڑ میں اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

امریکا کے عسکری حکام جنگ جاری رکھنے کے خواہاں ہیں۔ان کے مفادات جنگ میں مضمر ہیں۔ وہ اس لیے داعش کو بڑھا چڑھا کر پیش کر رہے ہیں۔ قیدیوں کی عدم رہائی میں بھی امریکی جرنیلوں کا ہاتھ ہے۔ فضائی حملوں اور رات کے چھاپوں میں بھی ان کی سازش شامل ہے۔ کابل حکام نے ہر وقت امریکا اور مغرب کے مفادات کے تحفظ کے لیے کردار ادا کیا ہے۔ گزشتہ پانچ سال کے دوران اشرف غنی نے مادر بم، نہتے شہریوں کی ہلاکتوں اور انسانیت سوز مظالم پر مجرمانہ خاموشی اختیار کی تھی۔ایک بار تو اعتراف بھی کیا کہ افغان فورسز نیویارک اور واشنگٹن کے تحفظ کے لیے قربانیاں دے رہی ہے۔ امریکا کابل انتظامیہ کے درمیان اختلافات اور سیاسی عدم استحکام کو جواز بنا کر قیدیوں کی رہائی کی ذمہ داری سے راہ فرار اختیار کر رہا ہے۔

امریکی جارحیت سے قبل شر پسند عناصر کے خلاف طالبان کا جہاد جائز تھا۔ اس جنگ کو خانہ جنگی کا نام نہیں دیا جاتا تھا۔ جب امریکا اور نیٹو افواج نے ایک آزاد اسلامی ملک پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کیا تو افغان عوام نے امارت اسلامیہ کی سرپرستی میں جہاد کا علم بلند کیا۔ کچھ عناصر اس جنگ کو ناجائز اور غیر قانونی سمجھتے اور امریکا کے ساتھ معاہدے کے بعد جنگ کو خانہ جنگی قرار دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ افغان فوج امریکا کی پیداوار ہے۔اس کی عسکری تربیت اور آلاتِ حرب کی فراہمی امریکا کی ذمہ داری ہے۔ نتیجتاً افغانوں کے خلاف 19 برس سے قابض اور کٹھ پتلی فوج امریکا کے شانہ بشانہ جنگ کر رہی ہے۔ حالت یہ ہے کہ میدان جنگ میں ایک مورچے سے امریکی اور افغان فورسز کی فائرنگ سے طالبان نشانہ بنتے ہیں یا مجاہدین کی فائرنگ سے ایک مورچے میں بیٹھے امریکی اور افغان اہل کار ہلاک ہوتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا امریکی فوجی ہلاک اور افغان اہل کار شہید سمجھا جاتا ہے یا اس کا حکم بھی امریکی فوجی کی طرح ہے؟ ظاہر ہے کسی کافر کی فائرنگ سے ملک اور اسلام کے دفاع کے لیے لڑنے والا مجاہد جام شہادت نوش کرتا ہے تو وہ شہید ہی کہلایا جاتا ہے۔ مجاہد کی فائرنگ سے امریکی فوجی مارا جاتا ہے تو وہ ہلاک ہوگا۔اس کے شانہ بشانہ کھڑے افغان اہل کار بھی ہلاک ہوں گے۔ یہ بات عقل تسلیم نہیں کرتی کہ امریکی فوجی اور مجاہد تو ہلاک ہوں گے اور افغان اہل کار شہید ہوگا۔

امن عمل کو سبوتاژ کرنے والے عناصر جان لیں کہ طالبان نے 19 برس تک جس عظیم مقصد کے لیے جدوجہد کی ہے، وہ اپنے مقصد پر ہرگز سمجھوتہ نہیں کریں گے۔ طالبان افغان حکومت میں شمولیت اختیار کریں گے اور نہ ہی کابل انتظامیہ کے سربراہ کے زیر قیادت چند وزارتیں قبول کر کے بیٹھ جائیں گے۔ تمام افغانوں کے اتفاق رائے سے ملک کے بہتر مستقبل کے لیے متفقہ سیاسی پالیسی بنانے کی ضرورت ہے، جس پر تمام افغان اتفاق کریں گے۔ تب ملک امن کا گہوارہ بنے گا۔

# تین دلخراش واقعات

حمید الستار سعید

12 مئی ایک خونی دن تھا۔ اس دن بہت سے بے گناہوں کا خون بہایا گیا۔ 12 مئی کی اس خونریزی کا آغاز تب ہوا، جب سرکاری طیاروں نے صوبہ بلخ کے ضلع بلخ کے گاؤں غونڈان میں کاشت کاروں پر بمباری کی۔ اس کے نتیجے میں متعدد افراد شہید اور زخمی ہوگئے۔ اگلے روز مقامی لوگوں نے لاشوں کے ساتھ گورنر ہاؤس کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرین نے میڈیا کو بتایا کہ بمباری میں 10 شہری شہید اور 12 زخمی ہوگئے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ لوگ شدید گرمی اور روزے کی وجہ سے دن کے بجائے رات کے وقت کام کرتے ہیں۔ گزشتہ رات نماز تراویح کے بعد جب کاشت کاروں نے کام شروع کیا تو سرکاری طیاروں نے ان پر وحشیانہ بمباری کی، جس میں متعدد شہری شہید اور زخمی ہوگئے۔ یہاں کوئی مسلح شخص نہیں تھا۔ سب کے ہاتھ میں بیلچے تھے۔ ہمارا قصور کیا ہے؟ ہمارے لوگوں کو کیوں مارا گیا ہے؟

مشتعل مظاہرین نے احتجاجی ریلی میں کابل انتظامیہ کے خلاف شدید نعرہ بازی کی، جس پر پولیس نے فائرنگ کر دی۔ جس کے نتیجے میں پانچ افراد زخمی ہوگئے۔ جب کہ ایک نوجوان مطیع اللہ ولد فرید شہید ہوگیا۔ واضح رہے اس واقعے سے دو روز قبل صوبہ غور میں بھی سیکڑوں مظاہرین نے کابل انتظامیہ کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا تھا، تاہم پولیس اہل کاروں نے مظاہرین کو منتشر کرنے کے بجائے ہنگامہ برپا کر دیا اور مظاہرین پر فائرنگ کر دی، جس کے نتیجے میں متعدد افراد شہید اور زخمی ہوگئے۔

چوں کہ بلخ میں افغان فورسز نے ظلم کیا تھا، اس لیے بین الاقوامی میڈیا نے بھی اسے ناپسندیدہ خبر کے طور پر شائع کرنے سے گریز کیا۔ آدھا دن گزرنے کے باوجود کسی کو اس واقعے کا علم نہیں ہو سکا۔ اسی دوران صبح دس بجے کے قریب مسلح افراد نے کابل کے دشت برچی کے علاقے میں 100 بستروں پر مشتمل ہسپتال میں زچگی وارڈ پر دھاوا بول دیا۔ اس خبر کی تفصیلات ابھی تک سامنے نہیں آئی تھیں کہ کابل انتظامیہ کے ترجمانوں اور سوشل میڈیا کارکنوں نے چیخ چیخ کر اس واقعے کا الزام طالبان پر عائد کر دیا۔ اس وقت اس واقعے میں دو چیزیں قابل دید تھیں۔ ہسپتال کے زچگی وارڈ پر حملہ اور نومولود بچوں کا قتل عام! کیا اس حملے کا کوئی جواز ہے؟ کیا زمین پر کوئی ایسا سیاسی گروہ ہے، جو نومولود بچوں سے دشمنی رکھتا ہے؟ یہ واقعہ خالصۃً خفیہ قوتوں کی کارستانی ہے، جن کا مقصد بعد میں واضح کیا جائے گا۔

ہسپتال پر حملے کے چند منٹ بعد ایوان صدر کے ترجمانوں نے اس کا الزام طالبان پر عائد کر دیا۔ کوئی پوچھ سکتا ہے کہ انہیں ایسے کون سے شواہد ملے، جو اس واقعے میں طالبان کے ملوث ہونے کا ثبوت ہیں۔ عام طور پر اس طرح کے واقعات کی تحقیقات میں کئی ہفتے لگتے ہیں۔ اب کے ایوان صدر کے ترجمانوں نے فوری طور پر طالبان پر الزام تراشی شروع کر دی۔ ثابت ہوا کہ یہ فوری دعوی بھی اس ڈرامے کا ایک حصہ تھا، جس کا کردار ایوان صدر کے ترجمانوں اور میڈیا کارکنوں کے حوالے کیا گیا تھا۔

ایک طرف کابل میں ہسپتال پر حملہ جاری تھا کہ مشرقی صوبے ننگرہار سے خبر آئی کہ ایک جنازے میں دھماکا ہوا ہے، جس میں درجنوں افراد جاں بحق اور

زخمی ہو گئے ہیں۔ نماز جنازہ پر حملہ کرنا کسی مسلمان کا کام نہیں ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ واقعہ بھی انٹیلی جنس کا منصوبہ تھا، جو صورت حال کو خراب کرنے کے لیے اس طرح کے مقامات کو نشانہ بناتے اور گھناؤنے مقاصد حاصل کرتے ہیں۔ ایوان صدر کے ترجمانوں اور عہدیداروں نے فوری طور پر ننگرہار واقعے کا الزام بھی طالبان پر عائد کر دیا۔ جب کہ طالبان ترجمان نے ٹویٹر پر نہ صرف کابل اور ننگرہار کے واقعات سے لاتعلقی کا اظہار کیا، بلکہ ان دل خراش واقعات کی مذمت بھی کی۔

سرکاری میڈیا اور سوشل میڈیا کارکنوں کا پروپیگنڈا جاری رہا۔ انہوں نے بغیر تحقیق اور ثبوت کے دونوں واقعات کا ذمہ دار طالبان کو ٹھہرا دیا۔ جب کہ کچھ عہدیداروں نے صوبہ فراہ کے ضلع بالا بلوک کے ان معصوم شہید بچوں کی تصاویر بھی طالبان کے خلاف استعمال کیں، جو گزشتہ روز افغان فورسز کی گولہ باری کے نتیجے میں شہید ہو گئے تھے۔ کسی نے بھی بلخ واقعے کا ذکر نہیں کیا۔ کابل اور ننگرہار میں ہونے والے حملوں کی ذمہ داری داعش نے قبول کر لی۔ ویسے بھی قوم کو پتا ہے کہ اس طرح کی بزدلانہ کارروائیاں داعش کی کارستانیاں ہیں۔ افسوس کہ میڈیا نے بلا تحقیق طالبان کو موردِ الزام ٹھہرایا اور داعش کا نام نہیں لیا۔ صرف طالبان اور طالبان کے حامی میڈیا کارکنوں نے بلخ، کابل اور ننگرہار کے تینوں الم ناک واقعات کی مذمت کی۔ پہلا واقعہ افغان فورسز کا کام تھا، جب کہ دیگر دو واقعات قومی سلامتی کی حمایت یافتہ داعش کی کارستانی تھے۔

ایوان صدر کے ترجمان صدیق صدیقی نے کہا کہ اشرف غنی شام کو قوم سے خطاب کریں گے۔ چناں چہ اشرف غنی نے ایک مختصر تقریر کی، جس میں کابل اور ننگرہار حملوں کی تمام تر ذمہ داری طالبان پر عائد کر دی۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ داعش نے واقعے کی باضابطہ ذمہ داری قبول کی تھی۔ جب کہ اشرف غنی نے تقریر کے دوران طالبان کو موردِ الزام ٹھہرا دیا۔ انہوں نے اپنی فوج کو طالبان کے خلاف جارحانہ کارروائیوں کا حکم دیا۔

عام خیال تھا کہ جنگ کی آگ بھڑکانے کے لیے انٹیلی جنس قوتوں نے کابل اور ننگرہار پر خونی وار کیا ہے اور ان واقعات کی آڑ میں کابل انتظامیہ کے سربراہ نے طالبان کے خلاف طبل جنگ بجا کر مذموم ارادے واضح کر دیے ہیں۔ حالاں کہ طالبان نے رواں سال موسم بہار کے موقع پر حسب روایت نئے آپریشن کا اعلان نہیں کیا ہے۔ امن عمل کی پاس داری کرتے ہوئے بڑے شہروں میں بھی اب تک کوئی حملہ نہیں کیا ہے۔ طالبان نے مجموعی طور پر بھی حملوں کی تعداد کم کر دی ہے۔ کابل حکام نے کے مطابق رواں سال کے آغاز سے طالبان نے 220 حملے کیے ہیں۔ جب کہ افغان فورسز نے طالبان کے خلاف 1200 مشترکہ حملے کیے ہیں۔ طالبان نے ایک بیان میں اشرف غنی کی دھمکی کو بلا جواز قرار دیا اور واضح کیا کہ افغان فورسز کی کارروائیوں کو ناکام بنانے کے لیے پوری طرح تیار ہیں۔ یہ خونی دن ان واقعات کے ساتھ گزر گیا۔

امریکا اور روس نے بھی ان حملوں کی ذمہ داری داعش پر ڈالی اور طالبان کو ملوث قرار دینے سے انکار کر دیا۔ پارلیمنٹ کے ارکان نے بھی واضح کیا کہ ایسے بزدلانہ حملے داعش کی سفاکیت ہیں۔ ان میں طالبان ملوث نہیں ہیں۔ اس کے باوجود اشرف غنی کی جانب سے طالبان کو موردِ الزام ٹھہرانا سمجھ سے بالاتر اور جنگ کے لیے بہانہ ڈھونڈنے کا جواز ہے، جس کی جتنی مذمت کی جائے، کم ہے۔

# شراکتِ اقتدار اور بین الافغان مذاکرات

مستنصر حجازی

خبر کے مطابق اشرف غنی اور ڈاکٹر عبداللہ عبداللہ کے درمیان اقتدار کی شراکت پر مصالحت ہوگئی ہے۔ جس کے مطابق عبداللہ قومی مصالحتی کمیشن کے سربراہ اور ان کی کابینہ کا حصہ ہوں گے۔ گویا کابینہ اور تمام صوبوں میں دونوں کے نمائندے پچاس پچاس فی صد ہوں گے۔ یہ مصالحت ایک ایسے وقت میں ہوئی ہے، جب چند دنوں پہلے کابل کے علاقے دشت برچی میں ایک ہسپتال کے زچگی سینٹر پر حملہ ہوا، جس میں دو درجن سے زیادہ بچے اور مائیں شہید ہو گئیں۔ اسی دن صوبہ ننگرہار میں نماز جنازہ کے دوران حملے میں کئی لوگ مارے گئے۔ عوامی مقامات پر ان وحشیانہ حملوں کے رد عمل میں عبداللہ اور اشرف غنی نے محض روایتی مذمت ہی کا اظہار کیا۔

ایک طرف ملک ہر طرف سے بحرانوں کے زد میں ہے۔ طالبان کے ساتھ بین الافغان مذاکرات کا معاملہ بھی گو مگو میں ہے۔ اس دوران حکمران اقتدار کی بندر بانٹ میں مصروف ہوں تو اس سے حکمرانوں کی ملک وملت کے حقیقی مسائل بارے سنجیدگی کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔ افغانستان کے باشندے اور پوری دنیا میں ان کے بہی خواہ بہ خوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اشرف غنی اور عبداللہ دونوں اقتدار کو طول دینے کے علاوہ حقیقی مسائل کی طرف متوجہ ہونے کے لیے سنجیدہ ہی نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے امریکا نے بھی اس مصالحت پر خاص رد عمل ظاہر نہیں کیا ہے۔ اس نے رسمی طور پر اس مصالحت کا خیر مقدم کر کے ساتھ ہی کابل انتظامیہ کے دونوں رہنماؤں پر دباؤ بھی ڈالا اور واضح الفاظ میں پیغام دیا کہ اس مرحلے کے بعد بین الافغان مذاکرات پر توجہ دیں۔ امریکی وزیر خارجہ مائیک پومپیو نے دونوں رہنماؤں کے ساتھ ٹیلی فونک گفتگو میں اپنے پیغام میں کہا کہ 'امریکا کے لیے مذاکرات کے ذریعے افغان جنگ کا خاتمہ اولین ترجیح ہے۔ شراکت اقتدار کے معاملے میں فریقین کو ایک نکتے پر متفق کرانے کے لیے امریکی دل چسپی کی واحد وجہ یہی ہے کہ اس کے بعد بین الافغان مذاکرات بلا تعطل شروع کیے جائیں۔'

یہاں دو باتوں کی طرف توجہ دینا ضروری ہے۔ پہلی یہ کہ عبداللہ عبداللہ کو قومی مصالحتی کمیشن کا سربراہ مقرر کیا گیا ہے۔ یہ بین الافغان مذاکرات میں پہلی غیر سنجیدگی ہے، جس کا اظہار موجودہ حکومت نے کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر بین الافغان مذاکرات کامیابی کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچتے ہیں تو پھر قومی مصالحتی کمیشن کی افادیت نہ رہی۔ کیوں کہ مذاکرات کی کامیابی کے بعد حکومت کا بنیادی ڈھانچہ بھی تبدیل ہو سکتا ہے۔ ایسے میں عبداللہ عبداللہ ایسی ذمہ داری قطعاً قبول نہیں کریں گے، جس کی افادیت کچھ ہی عرصے میں ختم ہو جائے اور انہیں تفویض ہونے والی ذمہ داری تحلیل ہو جائے۔ لہٰذا حکومت کے موجودہ اقدامات سے واضح ہے کہ وہ بین الافغان مذاکرات کے لیے سنجیدہ نہیں ہے۔

دوسری بات یہ کہ اگر شراکت اقتدار پر مصالحت ہی کرنا تھی تو پھر انتخابات کا ڈرامہ کیوں رچایا گیا؟ انتخابات پر دو سو ملین ڈالر کی خطیر رقم خرچ ہوئی ہے۔ قوم کا وقت کیوں برباد کیا گیا ہے؟ دراصل ان دونوں کی جدوجہد کا مقصد ملک میں پائیدار امن اور بقائے باہمی نہیں ہے۔ وہ انہی بکھیڑوں میں پڑ کر قوم کی توجہ اصل مسائل سے ہٹا رہے ہیں، تاکہ کسی کو اس سوال کا وقت ہی نہ ملے کہ جب 2014 میں اسی نوع کا ایک معاہدہ طے پا گیا تھا، تب سے اب تک اصل مسائل پر کس حد تک توجہ دی گئی؟ کتنے مسائل کس حد تک حل کیے گئے؟ امن وامان کی مخدوش صورت حال پر کس قدر قابو پایا گیا؟ گرتی ہوئی معیشت کو کس حد تک سہارا دیا گیا؟ شرح خواندگی کس قدر بڑھائی گئی؟ یہ وہ مسائل ہیں، جو صدیوں سے افغانستان کو درپیش ہیں۔ جنہیں حل کرنے کے لیے قوم و وطن کے ساتھ مخلص ایک بالغ نظر قیادت کی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے امارت اسلامیہ کے قطر دفتر کے ترجمان جناب سہیل شاہین صاحب نے اس مصالحت پر رد عمل ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ 'یہ سب محض پچھلی غلطیوں کا تکرار ہے۔ افغانستان کے مسئلے کا واحد حل قطر مذاکرات کو اس کی روح کے مطابق اسے عملی جامہ پہنانے میں ہے۔ مسائل کے واضح حل سے صرفِ نظر کر کے انہیں مزید پیچیدہ بنانا قوم وملت کے ساتھ دھوکہ ہے۔ مذاکرات کے لیے امریکا کے خصوصی نمائندہ زلمے خلیل زاد نے بھی دبے لفظوں میں کابل انتظامیہ کی کارکردگی پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ اب حکومت کو وہ غلطیاں نہیں دہرانی چاہییں، جو وہ پچھلی حکومت میں دہراتی رہی ہے۔ امریکا صرف اس صورت میں کسی بھی حکومت کے ساتھ تعاون کرنے کی پوزیشن میں ہے، جب وہ مذاکرات کے معاملات کو آگے بڑھائے۔

ہم کہہ سکتے ہیں کہ امارت اسلامیہ نے اس وقت بے سروسامانی کے باوجود دنیا کی سپر پاور کے غرور کو خاک میں ملا دیا ہے۔ انہوں نے افغانستان پر ملکی تاریخ کی کامیاب ترین حکومت کی ہے۔ اس لیے قوم کے حقیقی نمائندے وہی ہیں۔ انہیں قوم کے مسائل کا ادراک بھی ہے۔ وہ انہیں حل کرنے کی اہلیت بھی رکھتے ہیں۔ لہٰذا افغانستان کے عوام ہر روز مصالحت کے نام پر پیش کیے جانے والے ڈراموں کو مسترد کر کے اصل نمائندوں کی کمر مضبوط کریں۔ وہ عالمی قوتوں پر واضح کریں کہ طالبان ہی اس ملک کے نمائندے ہیں۔ وہی قیادت کے اہل ہیں۔

# داعش کے مظالم، اشرف غنی کا صبر

خالد افغان زوئی

روس اور امریکا دو روایتی حریف ہیں۔ وہ تمام تر اختلافات کے باوجود سورج جیسے واضح حقائق کا انکار نہیں کر سکتے یا طے شدہ حقائق پر اپنی دشمنی کو برقرار نہیں رکھ سکتے۔ یہی وجہ ہے کابل اور ننگرہار میں حالیہ دو ہولناک سانحات پر ان کے درمیان اتفاق رائے موجود ہے۔ امریکی وزیر خارجہ مائیک پومپیو اور افغانستان کے لیے امریکی خصوصی ایلچی زلمے خلیل زاد نے ان جرائم کو داعش کا کام قرار دیا ہے۔ افغانستان کے لیے روس کے خصوصی مندوب ضمیر کابلوف نے بھی کہا ہے کہ کابل اور ننگرہار میں ہونے والے حملے داعش کی کارستانیاں ہیں۔ ان حملوں کی نسبت طالبان کی طرف کرنا غیر معقول بات ہے۔

کابلوف سے لے کر پومپیو تک پوری دنیا ان سانحات کو داعش کا کام قرار دیتی ہے۔ ان تمام علامات اور شواہد کے باوجود اشرف غنی کی الزام تراشی سمجھ سے بالاتر ہے۔ سب سے اہم یہ کہ داعش نے خود ان حملوں کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ ان تمام تر حقائق سے واضح ہوتا ہے کہ ان جرائم میں داعش ملوث ہے۔ عام طور پر ہزارہ اور شیعوں پر حملے، جنازوں میں خودکش بم دھماکے اور بچوں اور خواتین کا قتل عام داعش کا کام ہوتا ہے۔ ان تمام شواہد اور بین الاقوامی اتفاق رائے کے باوجود کابل انتظامیہ کے سربراہ اشرف غنی ابھی تک یہ تسلیم نہیں کر رہے کہ ان حملوں میں داعش ملوث ہے۔ اسی لیے وہ داعش کا نام نہیں لیتے۔ وہ بار بار امارت اسلامیہ پر الزام عائد کر رہے اور طالبان سے بدلہ لینے کے لیے جارحانہ حملوں کا کہہ رہے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ پوری دنیا سے اشرف غنی کا الگ موقف اور حالیہ سانحات بارے ان کا الگ نظریہ ان کی لاعلمی ہے یا تجاہل؟ اس طرح واقعات کی تاریخ سے پتا چلتا ہے کہ ماضی میں بھی اشرف غنی اور ان کا گروہ داعش کا انتہائی ہمدرد رہا ہے۔ اشرف غنی جوشیلے شخص ہیں۔ وہ اپنے غصے پر آسانی سے قابو نہیں پا سکتے۔ حتی کہ جب وہ تقریر کے دوران کنٹرول سے باہر ہوتے ہیں تو زور سے چیخنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس کے باوجود انہوں نے کبھی داعش کے خلاف کسی غصے کا اظہار نہیں کیا ہے۔

داعش نے ننگرہار میں نمازیوں کو قتل کیا۔ کرکٹ کے کھلاڑیوں کا قتل عام کیا۔ قبائلی عمائدین کو دھماکا خیز مواد سے قتل کیا۔ زچہ و بچہ ہسپتال پر حملہ کیا۔ ننگرہار کے ضلع خوگیانی میں 'ملک یار ہوتک ہائی اسکول' جلا دیا۔ اس کے تین چوکیداروں کا سر قلم کر دیا۔ کابل، ہرات، گردیز اور دوسرے شہروں میں متعدد بار خون بہایا گیا ہے۔ داعش اپنی تمام تر بربریت اور دہشت گردی کے باوجود اشرف غنی کے غصے کو بھڑکانے میں ناکام رہی ہے۔ اشرف غنی عام حالات میں جوشیلا انداز اختیار کرتے اور بے قابو ہو کر غصہ کرتے ہیں۔ اس کے باوجود انہوں نے داعش کے خلاف اسٹریٹجک صبر سے کام لیا ہے۔ آخرکار داعش اشرف غنی کا غم و غصہ بھڑکانے کے لیے انسانی تاریخ کے بے مثال مظالم پر مجبور ہے۔ اس نے پورے کابل میں ہسپتال کا انتخاب کیا اور پھر زچگی وارڈ پر انسانیت سوز حملہ کیا۔ جب کہ داعش کے لیے اشرف غنی کے صبر کا دامن بہت وسیع ہو گیا ہے۔

پولیس کی وردی میں ملبوس داعش کے تین مسلح حملہ آور ہسپتال میں داخل ہوئے اور انہوں نے حاملہ خواتین اور ماؤں کا قتل عام شروع کر دیا۔ داعشی درندوں نے ان پندرہ ماؤں کو گولی مار کر قتل کر دیا، جب ان کے نوزائیدہ بچے ان کے پاس ہی تھے۔ حتی کہ دو خواتین دوران زچگی گولیوں سے چھلنی کر دی گئیں۔ بہت سی خواتین ہسپتال کے ایک خصوصی وارڈ میں چھپ کر بچ گئیں۔ داعشی درندوں نے ماؤں سمیت کچھ نوزائیدہ بچوں کو بھی قتل کر دیا۔ عینی شاہدین نے میڈیا کو اس جرم بارے جو کچھ بتایا ہے، اسے سن کر انسانیت شرما جاتی ہے۔ ایسے درندے انسان کہلانے کے قابل نہیں۔ ان کی درندگی اور سفاکیت سے پوری دنیا آگاہ ہے۔ داعش نے فخر کے ساتھ اس حملے کی ذمہ داری قبول کی۔ داعش کی سفاکیت نے نہ صرف افغانوں، بلکہ پوری انسانیت کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ جب کہ اشرف غنی کے دل پر اس کا کچھ بھی اثر نہیں پڑا۔

اشرف غنی نے واقعے کے اصل مجرموں کو بے نقاب کرنے اور ان کے خلاف اقدامات کا اعلان کرنے کے بجائے مرکزی مجرم (داعش) کے جرائم کو اپنے سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔ اشرف غنی، سلامتی کونسل، وزارت داخلہ اور دیگر اداروں نے قیاس آرائیاں شروع کیں کہ اس واقعے کی ذمہ دار داعش نہیں، بلکہ طالبان ہیں۔ لہذا انہوں نے طالبان کے خلاف کارروائی کا اعلان کر دیا۔ داعش کے خلاف اشرف غنی کے اس ہمدردانہ سلوک سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ داعش اشرف غنی انتظامیہ سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔ اس لیے وہ ایسے موقع پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے اور ایک دوسرے کا دفاع کرتے ہیں۔ یہ دونوں ہی طالبان کے مشترکہ دشمن ہیں۔ انتہائی بے وقوف شخص بھی یہ جانتا ہے کہ کابل اور ننگرہار میں ہونے والے حالیہ حملے داعش نے کیے تھے۔ لہذا آپریشن کا اعلان داعش کے خلاف ہونا چاہیے تھا۔

# طاقت، جدید دنیا میں رہنے کا واحد راز

عبدالستار سعید

چند لمحے قبل میں نے امارت اسلامیہ کے الفاتح معسکر سے فارغ التحصیل ہونے والے فدائی مجاہدین کی الوداعی پروگرام کی ویڈیو دیکھی "جو فاتح زواک (لشکر)" کے نام سے نشر ہوئی۔ چند ہی لمحے میں ویڈیو نے سوشل میڈیا پر بھی تہلکہ مچادیا۔

فاتح زواک کی ویڈیو فلم اگرچہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی تربیت کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہے لیکن اس ویڈیو کو دیکھنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ مجاہدین نے عسکری اور جسمانی تربیت میں کتنی ترقی کی ہے۔ کیوں کہ ان کی راہ میں کئی رکاوٹیں ہیں لیکن ان تمام مشکلات اور رکاوٹوں کے باوجود مجاہدین نے جدید دور کے تقاضوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مجاہدین کی تربیت پر فوری توجہ دی ہے۔

فاتح زواک کی فلم میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین ایک منظم، مضبوط اور مسلح کمانڈوز کی تصویر پیش کرتے ہیں۔ جسمانی قوت اور پھرتی، عسکری ٹیکنیک، فوجی ڈسپلن، فکری تربیت، شخصیت، لباس اور ظاہری صورت سے ایک ایسے مومن اور مجاہد فوجی قوت کی تصویر پیش کررہے ہیں جس کا خواب آج کی محکوم امت مسلمہ دیکھتی آرہی ہے اور ان سے اپنے نجات کی امیدیں باندھ رکھی ہیں۔

امارت اسلامیہ کے معسکرات میں اب عام فوجی تربیت کے ساتھ خاص آپریشنز کے لیے بھی ایک مخصوص فوج تیار کی جاتی ہے اور اب اس میں مزید بہتری بھی لائی جارہی ہے۔ کیوں کہ جدید دنیا میں بقا کا راز فوجی قوت میں پوشیدہ ہے۔

اگر شرعی نقطہ نگاہ سے اس مسئلے کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے [واعدو] کے حکم سے مسلمانوں کو جنگی تیاری کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تین مرتبہ [الاان القوۃ الرمی] کے فرمانے سے اس فریضے کے اہمیت اور اس پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا ہے۔

دوسری جانب اگر عقلی طور پر دیکھا جائے بھی تو فطرت کے قوانین ہمیں یہ بتلاتے ہیں کہ طاقت کامیابی اور بقا کا راز ہے۔ اور ضعف موت اور محکومیت کی اہم وجہ ہے۔ شاعر مشرق نے اس بارے میں کیا ہی خوب کہا:

افسوس صد افسوس کہ شاہیں نہ بنا تو
دیکھے نہ تیری آنکھ نے فطرت کے اشارات
تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

حقیقت ہے کہ نقل اور عقل دونوں یہی کہتے ہیں کہ دنیا میں بقا اور ترقی کا راز قوت [فوجی] ہے۔ شکست کی واحد وجہ کمزوری ہے۔ پشتو میں ایک شاعر کہتا ہے:

کہ ژوندون غواڑے پہ لستونی کی خنجر وساتہ
دنیا وجود دہ ہیں کمزوری اور مجبورنہ منی

یعنی اگر دنیا میں زندہ رہنا چاہتے ہو آستین میں خنجر لے کر چلو، کیوں کہ یہ دنیا کسی کمزور کو جینے کا حق نہیں دیتی۔

آج دنیا میں مسلمان دنیا کی دوسری بڑی قوم اور مذہب ہیں لیکن اس کے باوجود محکومیت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ حالیہ صدیوں کے دوران مسلمانوں کی سیاسی زعامت نے فوجی قوت اور اللہ کے فرمان [واعدو] کا فریضہ ادا نہیں کیا۔ وہ اعداد اور فوجی قوت کے مقابلے میں اپنے دشمنوں سے پیچھے رہ گئے۔ اسی لیے ان کی محکومیت کے سیاہ دور کا آغاز ہوا۔

اسلامی ممالک میں سیاسی تحریکوں کی محکومیت کی دلیل بھی یہ ہے کہ ان کے پاس عسکری قوت نہیں ہے۔ اس کی واضح مثال مصر کی ہے جہاں لوگوں کی واضح اکثریت اسلام اور اسلامی نظام چاہتے ہیں اور انہوں نے انتخابات میں ثابت بھی کیا۔ لیکن مضبوط عسکری قوت نہ ہونے کی وجہ سے ان پر مسلط سیکولر جنرلز ایک ہی دن میں ان کی حکمرانی کا تختہ الٹ کر انہیں جیلوں کی سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیتے ہیں۔

ان حقائق کو دیکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ فاتح زواک جیسی فوجی مومن، مجاہد اور فکری تربیت یافتہ فوج ہماری قوم کے لیے آب حیات کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہی وہ فوج ہے جس نے اسلام کے دشمنوں پر ہماری دھاک بٹھادی ہے۔ یہ اسلامی امت کے تلوار اور ڈھال ہیں جو ایک ہاتھ سے دشمن کی گردن اڑاتے ہیں اور دوسرے ہاتھ سے امت پر ہونے والے حملوں کو روکتے ہیں۔

فاتح زواک کی اختتامی تقریب پر امارت اسلامیہ کے نائب امراء مولوی محمد یعقوب مجاہد اور مولوی سراج الدین حقانی سمیت امارت اسلامیہ کے ترجمان اور قطر دفتر کے رکن عباس ستانکزئی کے پیغامات سے واضح ہوتا ہے کہ امارت اسلامیہ مجاہدین کی جسمانی، فکری اور عسکری تربیت کو زیادہ اہمیت دیتی ہے۔

چوں کہ افغانستان میں کفری جارحیت کا بوریا بستر گول ہوچکا ہے اور بہت جلد افغانستان کو اس نجات ملے گی۔ مستقبل میں پیش آنے والے حالات کا تقاضا ہے کہ ہم ایک مضبوط اسلامی فوج کی تربیت پر توجہ دیں۔ ایک ایسی فوج جو علم، عمل اور شخصیت کے لحاظ سے سچے، مومن اور مخلص نوجوانوں پر مشتمل ہو تاکہ اسلام اور مسلمانوں کی گزشتہ روشن تاریخ کو ایک بار پھر زندہ کریں۔ فاتح زواک کی ویڈیو سے ایک اور خوشخبری بھی ملتی ہے اور وہ یہ کہ مستقبل کی اسلامی فوج کی تربیت کا آغاز ہوچکا ہے۔ اور امت مسلمہ کی صدیوں کا خواب اب پورا ہونے کے قریب ہے۔

وماذالک علی اللہ بعزیز

# کابل انتظامیہ کے الزامات کے مقاصد

سیف العادل احرار

کابل میں زچگی ہسپتال اور ننگرہار میں جنازے پر بمباری جیسے ہول ناک سانحات کے بعد ایک نئی بحث چھڑ گئی ہے۔ اشرف غنی اور دیگر اعلی حکام نے ان حملوں کی ذمہ داری طالبان پر عائد کر دی، جب کہ امارت اسلامیہ نے ان سفاکانہ واردات سے لاتعلقی کا اعلان کیا۔ امریکا، یورپی یونین اور روس نے موقف اختیار کیا کہ ان حملوں میں داعش ملوث ہے۔ جب کہ خود داعش نے باضابطہ طور پر ان حملوں کی ذمہ داری قبول کرلی۔ ان حملوں کے فوراً بعد کابل حکام نے طالبان کو مورد الزام ٹھہرایا اور یہ تاثر قائم کرنے کی کوشش کی کہ طالبان اور داعش پس پردہ ایک ہیں۔ کیوں کہ ان حملوں سے محض تین دن قبل کابل انتظامیہ نے اعلان کیا تھا کہ 'کابل میں داعش اور حقانی نیٹ ورک کے مشترکہ ٹھکانے پر چھاپہ مارا گیا ہے۔' اس خبر کی اشاعت سے ان کا مقصد یہ تھا کہ داعش اور حقانی نیٹ ورک کو ایک باور کرایا جائے۔ جب کہ حقانی نیٹ ورک طالبان کا اہم حصہ ہے۔ لہٰذا طالبان اور داعش ایک ہیں۔

امارت اسلامیہ کے ترجمان نے یہ الزامات مسترد کرتے ہوئے واضح کیا کہ چند مفاد پرست عناصر امن عمل کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ یہ حملے بھی ان کی سازش ہے۔ ذبیح اللہ مجاہد نے متعدد دلائل کے ساتھ ان حملوں سے لاتعلقی کا اظہار کیا۔ امارت اسلامیہ کے مجاہدین اسلامی تعلیمات سے آراستہ اور خوف خدا سے معمور ہیں۔ وہ ارادۃً کسی بے گناہ شخص کو قتل نہیں کر سکتے۔ وہ دشمن پر کاری ضرب لگانے کے بجائے خواتین اور معصوم بچوں کو کیوں قتل کرنے لگے؟! امارت اسلامیہ کی قیادت میں جید علمائے کرام شامل ہیں۔ وہ ہر اقدام اور فیصلہ قرآن وحدیث کی روشنی میں کرتے ہیں۔ اسلام ایسی سفاکیت کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ امارت اسلامیہ اور جید علمائے کرام ان بزدلانہ حملوں کی اجازت نہیں دیتے۔ امارت اسلامیہ کی پالیسی میں فرقہ واریت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ امارت اسلامیہ پر الزام تراشی کا واضح مطلب یہ ہے کہ کابل حکام اور داعش کے درمیان قریبی تعلقات کے پیش نظر داعش کو ان حملوں سے بری الذمہ قرار دیا جائے۔

امریکا نے کابل حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ان حملوں میں طالبان کے ملوث ہونے کے ثبوت پیش کریں۔ امریکا اور کابل حکام نے ان حملوں کے بعد الگ الگ موقف اختیار کیا ہے۔ واشنگٹن کو یقین ہے کہ ان حملوں میں طالبان ملوث نہیں ہیں۔ افغانستان کے لیے امریکا کے خصوصی نمائندے زلمے خلیل زاد نے کہا ہے کہ امن کا راستہ سیدھا نہیں ہے۔ اس میں کئی چیلنجز اور مشکلات حائل ہیں۔ البتہ امن کی طرف بڑھنے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ افغانستان اور عالمی سطح پر اتفاق پایا جاتا ہے کہ افغان جنگ کا کوئی عسکری حل نہیں ہے۔ اس کا حل سیاسی ہے۔ کابل حکومت نے طالبان کے ایک ہزار سے زائد اور طالبان نے کابل حکومت کے 253 قیدی رہا کر دیے ہیں۔ البتہ یہ تعداد ناکافی ہے۔ طالبان نے کابل انتظامیہ پر مزید قیدیوں کی رہائی کے لیے زور دیا ہے۔

زلمے خلیل زاد کے مطابق اگر کابل حکام کو ایسے شواہد ملے ہیں کہ ان حملوں میں طالبان ملوث ہیں تو وہ واشنگٹن کے ساتھ یہ شواہد شریک کریں۔ ادھر کابل میں قومی سلامتی کونسل کے ترجمان نے دعوی کیا ہے کہ طالبان اور داعش کے درمیان گہرے دوستانہ تعلقات ہیں۔ انہوں نے مشترکہ طور پر ان

حملوں کی منصوبہ بندی کی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ کابل حکام پہلے دن سے امن عمل کی مخالفت کر رہے ہیں۔ انہوں نے دوحا معاہدے کے برخلاف قیدیوں کے تبادلے سے انکار کیا اور پھر امریکی دباؤ پر صرف ساڑھے نو سو قیدی رہا کر کے قیدیوں کی رہائی کا عمل پھر معطل کر دیا۔ کابل حکام اس لیے قیدی رہا نہیں کرتے، تاکہ بین الافغان مذاکرات شروع نہ ہو سکیں۔

زیادہ تر لوگوں کا خیال ہے کہ ان حملوں کی منصوبہ بندی داعش اور افغان خفیہ ادارے نے مشترکہ طور پر کی تھی۔ پارلیمنٹ کے ارکان اور مختلف حلقوں نے متعدد بار دعوی کیا ہے کہ این ڈی ایس اور داعش کے درمیان خفیہ روابط موجود ہیں۔ جب امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے جوزجان میں داعش کے خلاف فیصلہ کن کارروائی شروع کی تو داعش کے سرکردہ رہنماؤں کو کابل حکام نے ہیلی کاپٹروں کے ذریعے محفوظ مقام پر منتقل کیا تھا۔ اسی طرح جب مجاہدین نے کنڑ اور ننگرہار میں داعش کے خلاف آپریشن شروع کیا تو کابل حکام طالبان کے ٹھکانوں پر فضائی حملے کرتے تھے۔ جب ان دونوں صوبوں سے داعش کا صفایا کر دیا گیا تو داعش کے سنیئر کمانڈروں اور لیڈرشپ نے کابل حکام کے سامنے ہتھیار ڈالنے کا اعلان کیا۔ ان شواہد سے بہ خوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کابل ہسپتال اور ننگرہار کے حملوں میں داعش کے روپ میں کابل انتظامیہ کا خفیہ ادارہ ملوث ہے۔

کابل انتظامیہ علاقائی اور عالمی سطح پر تنہائی کی شکار ہے۔ اس وقت نہ صرف امریکا اور کابل انتظامیہ کے درمیان اختلافات موجود ہیں، بلکہ روس، پاکستان، ایران اور دیگر پڑوسی ممالک کے ساتھ بھی کابل انتظامیہ کے فاصلے بڑھنے لگے ہیں۔ شنگھائی تنظیم کے وزرائے خارجہ کے اجلاس میں کابل انتظامیہ شریک نہیں تھی۔ 18 مئی کو افغانستان کے چار اہم پڑوسی ممالک چین، روس، پاکستان اور ایران نے ویڈیو کانفرنس کے ذریعے افغان تنازع پر تبادلہ خیال کیا، لیکن کابل انتظامیہ اس کانفرنس میں بھی شامل نہیں تھی۔ اس کا مطلب ہے علاقائی اور عالمی سطح پر بھی کابل انتظامیہ کی قانونی حیثیت ختم ہو چکی ہے۔ اس کے دن گنے جا چکے ہیں۔

امریکا نے اعلان کیا کہ ہم دوحا معاہدے کے مطابق جولائی تک افغانستان میں پانچ فوجی اڈے خالی کر دیں گے۔ شیڈول کے مطابق بہ تدریج تمام فوج کا انخلا یقینی بنائیں گے۔ ادھر صدر ٹرمپ نے بھی کابل حکام کو واضح پیغام دیا ہے کہ ہم افغانستان میں پولیس کی ڈیوٹی انجام نہیں دے سکتے۔ امریکی فوج دنیا کی طاقت ور ترین فوج ہے۔ ہم نے افغانستان میں بیس برس تک جنگ لڑی ہے۔ اب افغان حکام کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ملک کی حفاظت کریں۔ ایسی صورت حال میں کابل حکام بوکھلاہٹ کا شکار ہیں۔ ان کے اقتدار کا سورج غروب ہونے والا ہے۔ وہ اس لیے امن عمل سبوتاژ کرنے کے لیے ہر ممکن طریقے سے تاخیری حربے استعمال کر رہے ہیں۔

دوحا معاہدے کے مطابق بین الافغان مذاکرات میں سیاسی مستقبل پر تمام افغان تبادلہ خیال کریں گے۔ متفقہ اسلامی آئین اور اسلامی حکومت تشکیل دی جائے گی۔ قوم بہ خوبی جانتی ہے ایسے ہتھکنڈوں سے حقائق مسخ نہیں کیے جا سکتے۔ اس سے قوم کے نمائندوں طالبان کو بدنام نہیں کیا جا سکتا۔ امریکا، نیٹو اور کابل حکام نے طالبان کو دہشت گرد ثابت کرنے کے لیے اربوں ڈالر خرچ کیے ہیں۔ سیکڑوں ذرائع ابلاغ کے ذریعے ان کے خلاف مذموم پروپیگنڈے کیے گئے۔ آج امریکا اور پوری دنیا اس بات پر متفق ہے کہ طالبان ہی افغانستان کی اصل عسکری اور سیاسی قوت ہیں، جنہیں عوامی تائید حاصل ہے۔ اسی لیے امریکا نے امارت اسلامیہ کے ساتھ تاریخی معاہدہ کیا اور اقوام متحدہ نے اس کی توثیق کی ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر کابل حکام کے منصوبوں، پروپیگنڈوں اور الزامات کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ پوری دنیا اور افغان عوام اس پر متفق ہیں کہ کابل اور ننگرہار حملوں سے طالبان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

# کرونا وائرس عالمی قیادت کی تبدیلی

مستنصر حجازی

کرونا وائرس جیسی عالمی وبا بارے اتنا کچھ لکھا اور کہا گیا ہے کہ شاید ہی اس کا کوئی پہلو تشنہ رہ گیا ہو۔ ہر کسی نے اپنی دانست کے مطابق اس پر خامہ فرسائی کی اور احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کے لیے آگہی مہم چلائی۔ یہ حقیقت واضح ہے کہ اتنا کچھ لکھے اور کہے جانے کے باوجود اس کے فراڈ اور حقیقت بارے زیادہ واضح نہیں ہو سکا۔ اگر یہ وبا ہے تو قدرتی ہے یا کسی مصنوعی؟ اس نوعیت کے بہت سے سوالات کے جواب ابھی تک پردۂ غیب میں ہیں۔ دو سو سے زائد ممالک میں مکمل لاک ڈاؤن رہا ہے، جس سے ان ممالک کی معیشت نقصان سے دوچار ہوئی ہے۔ غربت کی شرح میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ یہ آج تک معلوم نہیں ہوا کہ ایسا سب کیوں ہو رہا ہے؟

البتہ ہم آج اپنے قارئین کے لیے تصویر کا وہ رخ دکھاتے ہیں، جس کا بہ غور جائزہ لیا جائے تو یہی اس کا حقیقی رخ ہے۔ یعنی عالمی سطح پر قیادت کی تبدیلی! یہ حقیقت ہے کہ کرونا وائرس عالمی سطح پر امریکا کی قیادت میں چلنے والے نظام کے فنا ہونے کا ذریعہ بن رہا ہے۔ عالمی سطح پر طاقت کا توازن امریکا سے چین منتقل ہو رہا ہے۔ یہ ایسا دعویٰ ہے، جس پر کئی قرائن اور دلائل موجود ہے۔

30 مئی 2017ء کو ہارورڈ یونی ورسٹی امریکا کے بین الاقوامی امور کے پروفیسر گراہم ایلیسن کی ایک کتاب شائع ہوئی۔ اس کا عنوان 'جنگ، جس سے فرار نہیں: کیا امریکا اور چین اس سے بچ سکتے ہیں؟' تھا۔ یہ کتاب اتنی دل چسپ ہے کہ چند ہی ماہ میں اس کے کئی ایڈیشنز ہاتھوں ہاتھ نکل گئے۔ اس کتاب میں مصنف نے گزشتہ پانچ سو سالوں کی جنگوں کی ایسی سولہ مثالیں دی ہیں، جن کے مطابق ایک ابھرتی عالمی طاقت ایک موجود عالمی طاقت کی جگہ لے رہی ہے۔ ان کے درمیان تباہ کن لڑائی ہوتی ہے۔ اس میں بڑے پیمانے پر انسانیت کو قتل کیا جاتا ہے۔ یہ کتاب مئی 2017 میں شائع ہوئی تھی۔ آج جب پوری دنیا میں کرونا وائرس کا چرچا ہے، جس سے ایک بار پھر اس کتاب کا تذکرہ ہونے لگا ہے۔ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ اور وزیر خارجہ مائیک پومپیو نے میڈیا کے نمائندوں کے سامنے اسے چینی اور ووہان وائرس کہہ کر پکارا تو ایک امریکی رپورٹر نے اس پر گرفت کرتے ہوئے ایلیسن کی کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا کہ 'صدر ٹرمپ کا یہ بیان 'توسیڈائڈز ٹریپ' یعنی ایک ابھرتی عالمی طاقت (چین) اور ایک موجود عالمی طاقت (امریکا) کے درمیان نہ ٹلنے والی جنگ کے زمرے میں آتا ہے۔'

امریکی عوام اور رائے عامہ پر اثر انداز ہونے والے میڈیا سے منسلک لوگوں کے دل و دماغ میں یہ حقیقت بیٹھ گئی ہے کہ چین اور امریکا کے درمیان معاشی میدان میں جنگ ناگزیر ہو گئی ہے۔ اس میں جیت ابھرتی طاقت (چین) کی ہو گی۔ امریکی معیشت پہلے ہی طویل جنگوں کی گرد میں بیٹھ گئی ہے۔ اب ایک مضبوط معاشی طاقت کے ساتھ تنازع اسے دیوالیہ بنا کر رکھ دے گا۔ جب ایسا ہو گا تو چین عالمی طاقت کے طور پر ابھر کر سامنے آئے گا۔ اس میں امریکا کی لبرل ڈیموکریسی کی مضبوط عمارت بھی دھڑام سے گر جائے گی۔ دنیا پر اس کی چوہدراہٹ کا ایک وسیع باب بھی بند ہو جائے گا۔ امریکی عوام اور وہاں کا باشعور طبقہ امریکی جنگی پالیسیوں سے سخت نالاں ہے۔ اس بات کا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے کہ امریکی صدر نے کرونا وائرس کو چینی وائرس کہہ کر پکارا تو چین سے شائع ہونے والے گلوبل ٹائمز نے ڈاکٹر گراہم ایلیسن کا ایک انٹرویو کیا۔ اس انٹرویو میں ڈاکٹر ایلیسن نے امریکی پالیسیوں کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا۔ انہوں نے کہا 'امریکا نے عالمی وبا میں غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ امریکی اہل

کاروں کی جانب سے دنیا پر الزامات صورت حال سے نمٹنے میں اپنی ناکامی چھپانے کی ایک کوشش ہیں۔'

یہ کھلی حقیقت ہے کہ عصر حاضر میں جنگیں معاشی میدان میں لڑی جارہی ہیں۔ہر طاقت کی خواہش ہے کہ عالمی منڈی پر اس کی اجارہ داری ہو۔اس وقت چین اور امریکا دو بڑی معاشی طاقتیں ہیں، جن کے درمیان کرونا کے ظہور سے قبل ہی تعلقات سرد مہری کا شکار تھے۔کرونا نے جلتی پر تیل کا کام کیا ہے۔ اپریل 2020 سے دونوں کے درمیان سفارتی جنگ کا باقاعدہ آغاز ہوا ہے۔ ان دو بڑی طاقتوں کے درمیان سفارتی جنگ معمولی واقعہ نہیں ہے۔یہ جنگ بڑے معرکوں کو جنم دیتی ہے۔ جس سے بسا اوقات نقشے ہی بدل جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے تجزیہ کار چین اور امریکا کے درمیان اس جنگ کو طاقت کی تبدیلی سے تعبیر کر رہے ہیں۔ان کا خیال ہے عالمی سطح پر طاقت امریکا سے چین منتقل ہو رہی ہے۔چین امریکا کا متبادل ہوگا۔یورپی یونین کے امور خارجہ کے سربراہ جوزف بوریل نے بھی اس خدشے کا اظہار کیا ہے۔جوزف بوریل نے مئی میں جرمن سفارت کاروں کی ایک کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ 'تجزیہ نگار کافی عرصے سے امریکا کی سربراہی میں چلنے والے عالمی نظام کے خاتمے اور 'ایشیا کی صدی' کی آمد کی باتیں کر رہے تھے۔ ان کا کہنا تھا 'یہ اب ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے۔ہم پر کسی ایک جانب کا انتخاب کرنے کے لیے دباؤ بڑھتا جارہا ہے۔ایسے شواہد موجود ہیں کہ چین عالمی طاقت کے طور امریکا کی جگہ لے رہا ہے۔'

یورپی یونین کے وزیر خارجہ کے بیان سے ظاہر ہو رہا ہے کہ یورپ میں امریکی قیادت میں چلنے والے عالمی نظام کے خاتمے کے حوالے سے کس قدر تشویش پائی جاتی ہے۔ وہ فکر مند ہیں کہ چین ایک ابھرتی معاشی طاقت ہے۔ انہیں اس بات کا بھی خوف ہے کہ چین ہی امریکا کی جگہ لینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔کیوں کہ ایک تو چین کی معیشت مضبوط بنیادوں پر کھڑی ہے۔دوسرا یہ کہ دنیا نے دیکھا کہ کرونا وائرس کی صورت حال میں ڈسپوزایبل اشیا مثلاً دستانے، ماسک اور وائرس سے بچنے والی تمام چیزوں کے بنانے میں امریکا سے زیادہ چین نے دل چسپی دکھائی ہے۔تاکہ وہ دنیا کی توجہ بھی حاصل کر سکے اور پیشگی طور پر وبا کے دوران قائدانہ صاحیتوں کا اظہار بھی کرے۔

جوزف بوریل نے مذکورہ کانفرنس میں اس کی وجہ بھی بتائی کہ امریکا اس قدر کمزور کیوں ہو رہا ہے؟ دنیا کی قیادت اس کے ہاتھ سے کیوں نکل رہی ہے؟ چناں چہ انہوں نے کہا کہ تاریخ میں کووڈ 19 کی وبا کو ایک فیصلہ کن موڑ کے طور پر دیکھا جائے گا۔جب دہائیوں بعد امریکا دنیا کی راہنمائی کرتا ہوا نظر نہیں آ رہا تھا۔'راہنمائی کیا کرتا،اس نے تو اسے سنجیدہ ہی نہیں لیا۔جس کا واضح نتیجہ یہ نکلا کہ یورپ میں اموات کی شرح میں اضافہ ہوا اور آج تک مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔اموات کی شرح میں اضافے کی وجہ سے امریکی قیادت پر تنقید ہو رہی ہے۔ جب کہ صدر ڈونلڈ ٹرمپ تنقید کاروں کو یہ کہہ کر رد کرتے رہے کہ چین نے عالمی ادارہ صحت ڈبلیو ایچ او کو گمراہ کیا ہے۔ بروقت اس کی نشان دہی نہیں کی، جس کی وجہ سے دنیا اس کی لپیٹ میں آ گئی ہے۔اس صورت حال میں چین اقوام متحدہ کے ذیلی اداروں کے ساتھ تعلقات بنا کر پوری طرح ان پر کمندیں ڈالنے کی تگ و دو میں ہے۔ چناں چہ عالمی ادارہ صحت کو سالانہ چار کروڑ ڈالر دینے کا بھی علان کیا ہے۔یہ اگرچہ امریکی امداد کے دسویں حصے کے برابر ہے، لیکن عالمی ادارہ صحت کو امریکا کے مضبوط پنجے سے آزاد کرانے کے لیے یہ ایک ابتدائی قدم ہے۔اسے امریکا نے محسوس کیا اور عالمی ادارہ صحت کے ساتھ احتجاجاً تعلقات ختم کرنے کا اعلان کیا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ چین عالمی سطح پر امریکا کی جگہ لے رہا ہے۔اس کا تفصیلاً ذکر ہوا ہے۔اس سے ہماری غرض ہرگز یہ نہیں کہ عالمی طاقت امریکا ہو گی یا ایشیا کا کوئی دوسرا ملک! مسئلہ یہ ہے کہ دنیا کی مظلوم اقوام کا حق خود ارادیت تسلیم کر کے انہیں زندگی کا حق دیا جائے۔ہم امید کرتے ہیں کہ اکیسویں صدی کا بقیہ حصہ افغانستان کے مظلوم مسلمانوں کے لیے آزادی و خود مختاری کی نوید ثابت ہو گا۔

# مجرموں کا انجام قریب ہے

جاوید افغان

افغانستان پر امریکی جارحیت کے آغاز سے آج تک نہتے افغان شہریوں شہریوں کو رات کے چھاپوں اور فضائی حملوں میں نشانہ بنایا جارہاہے۔ مظلوم شہریوں کا قتل عام جنگی جرائم کے علاوہ ایک بزدلانہ حرکت اور جنگی اصولوں کے خلاف عمل ہے۔ افسوس کہ امریکی فوج اور کابل انتظامیہ نے افغان جنگ میں نہتے شہریوں کے قتل عام کا سلسلہ ہنوز جاری رکھا ہوا ہے۔ چند روز قبل یوناما کے دفتر نے شہری ہلاکتوں سے متعلق ایک رپورٹ شائع کی، جس میں امریکی فوج اور کابل انتظامیہ کی فوج، انٹیلی جنس اور پولیس کے روزمرہ جرائم کی پردہ پوشی کی کوشش کی گئی تھی۔ شہید اور زخمی ہونے والے نہتے افغان شہریوں کی تعداد رپورٹ میں شامل نہیں کی گئی تھی۔ اس کے بدلے شہری ہلاکتوں کی 39 فیصد ذمہ داری امارت اسلامیہ پر عائد کردی گئی ہے۔ یوناما کی اس یک طرفہ رپورٹ کے بعد کابل وزارت داخلہ کے نام نہاد ترجمان نے بھی بے شرمی سے دعوی کیا کہ گزشتہ تین ماہ میں طالبان کے حملوں میں ہزار افغان شہری جاں بحق یا زخمی ہوئے ہیں۔

یہ الزام ایک ایسے وقت میں لگایا جارہاہے کہ دوحا میں امریکس کے ساتھ امارت اسلامیہ نے امن معاہدہ کیاہے۔ اس معاہدے کے بعد امریکی اور افغان فورسز کی جانب سے بار بار افغان شہریوں کو نشانہ بنایا گیاہے۔ ان کے چھاپوں اور فضائی حملوں میں درجنوں شہری شہید اور زخمی ہوئے ہیں۔ یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ امریکی فوج اور کابل انتظامیہ کی جانب سے مظلوم افغانوں کے خلاف کیے جانے والے جرائم اور ہلاکتیں اَن گنت ہیں۔ گزشتہ تین ماہ میں رواں سال کے پہلے تین ماہ جنوری، فروری اور مارچ میں امریکی فوج اور ہونے والے جرائم کی چند مثالیں ذیل میں ملاحظہ کیجیے:

1۔ دشمن کی بمباری اور گولہ باری کے نتیجے میں صوبہ جوزجان کے دارالحکومت، بوساغہ اور خم آب نامی اضلاع میں ایک ہسپتال، ایک مسجد اور 22 مکانات تباہ ہوئے۔ جب کہ متعدد شہری شہید ہوگئے۔

2۔ سفاک دشمن نے صوبہ بلخ کے ضلع خاص بلخ کے علاقے فلاس پوش میں ظالمانہ کارروائی کارتے ہوئے ایک دینی مدرسے اور مسجد کو مسمار کردیا۔ دشمن کے اس حملے میں متعدد شہری شہید ہوگئے۔

3۔ صوبہ پکتیا کے دارالحکومت کے قریب ابراہیم خیل میں بھی دشمن نے نہتے شہریوں کو نشانہ بنایا۔ ان کے گھر تباہ کردیے اور دو شہری شہید کردیے۔

4۔ دشمن نے صوبہ بدخشان کے ضلع وردوج اور جرم میں بھی ظلم کی انتہا کردی۔

5۔ قندوز کے ضلع علی آباد اور دیگر علاقوں میں دشمن کی ظالمانہ کارروائیوں میں شہری املاک تباہ اور متعدد شہری شہید ہوگئے۔

6۔ افغان فورسز نے صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود کے بازار میں افطاری کے وقت فائرنگ کرکے پانچ شہریوں کو شہید کردیا۔

7۔ صوبہ زابل کے ضلع شہر صفا اور ملک کے دیگر علاقوں میں بھی دشمن کی جانب سے ظالمانہ کارروائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ جن کے نتیجے میں نہتے شہریوں کو نقصان ہوتا ہے۔

کابل انتظامیہ نے بڑے جرائم کیے ہیں۔ ان کی مکمل تفصیل امارت اسلامیہ کی آفیشل ویب سائٹ کی ماہانہ رپورٹ میں موجود ہے۔ ان تین ماہ میں امریکی فوج اور کابل انتظامیہ نے شہری ہلاکتوں کے 266 الم ناک واقعات انجام دیے ہیں۔ درست اعداد و شمار کے مطابق مذکورہ واقعات میں امریکی اور افغان فورسز کی جانب سے 496 شہریوں کو جانی نقصان پہنچا ہے۔

مذکورہ اعداد و شمار میں 316 شہری شہید ہوئے۔ ان میں 210 مرد، 60 خواتین اور 46 بچے شامل ہیں۔ اسی طرح امریکی فوج اور کٹھ پتلی انتظامیہ کے ہاتھوں 180 شہری زخمی ہوئے۔ ان میں 111 مرد، 24 خواتین اور 45 بچے شامل ہیں۔ جب کہ فوج نے اس دوران 150 افراد کو گرفتار کیا ہے۔ جانی نقصانات کے علاوہ سفاک دشمن کی ظالمانہ کارروائیوں کے نتیجے میں وسیع پیمانے پر نہتے شہریوں کو مالی نقصان بھی پہنچا ہے۔ جس کے مطابق 66 مکانات، 33 گاڑیاں، 45 موٹر سائیکل، 171 دکانیں، 15 سولر، 13 مساجد اور مدارس اور 7 ہسپتال تباہ کر دیے گئے ہیں۔

مذکورہ حقائق کے پیش نظر یوناما اور کابل وزارت داخلہ کی جانب سے شہری ہلاکتوں کی ذمہ داری امارت اسلامیہ پر عائد کرنا نہ صرف جھوٹا الزام ہے، بلکہ ان کے ماتھے پر جھوٹ کا سیاہ داغ ہے۔ امارت اسلامیہ کے لیے عام شہریوں کی زندگی بہت اہم ہے۔ اس مقصد کے لیے 'عوامی نقصانات اور شکایات کا ازالہ' کے نام سے ایک خصوصی کمیشن تشکیل دیا گیا ہے۔ خدانخواستہ جہاں امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی جانب سے کوئی واقعہ پیش آتا ہے تو مذکورہ کمیشن فوری طور پر اس کی تحقیقات کر کے قصورواروں کو بلا تاخیر سزا جاری کرتا ہے۔

کابل انتظامیہ کو معلوم ہونا چاہیے کہ نہتے شہریوں کو نشانہ بنانے سے اجتناب کرے۔ امریکی فوج نے راہ فرار اختیار کر لی ہے۔ امریکا کا انخلا جاری ہے۔ حالات کو دیکھتے ہوئے امکان ہے امریکا ڈیڈ لائن سے پہلے ہی انخلا مکمل کر جائے گا۔ تب آپ کو قوم پر کیے گئے مظالم کا حساب دینا ہوگا۔ احتساب کا دن آ رہا ہے۔ آپ کے جرائم کا بدلہ لیا جائے گا۔ لہٰذا اب بھی وقت ہے کہ ماضی کی غلطیوں اور ظلم پر توبہ کریں۔ عام شہریوں کو نشانہ بنانے کے بجائے امارت اسلامیہ کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر فاقوں میں مبتلا قوم کی خدمت کریں۔

چند روز قبل افغان فورسز کی فضائی کارروائی میں صوبہ بلخ کے ضلع خاص بلخ میں دس شہری شہید اور متعدد افراد زخمی ہوئے۔ مقامی افراد نے اس واقعے کے بعد لاشوں کے ساتھ گورنر ہاؤس کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرے کے موقع پر قبائلی رہنما اور سابق کمانڈر غلام سخی نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ شدید گرمی اور رمضان کی وجہ سے ہمارے کاشت کار رات کے وقت کام کرتے ہیں۔ گزشتہ رات نماز تراویح کے بعد کاشت کار کھیتوں میں کام کر رہے تھے کہ طیاروں نے بمباری کر کے دس کسانوں کو شہید اور بارہ کو زخمی کر دیا۔ ان میں ایک بھی مسلح شخص نہیں تھا۔

کابل وزیر داخلہ نے شرم ناک دعوی کرتے ہوئے کہا کہ اس کارروائی میں کم از کم گیارہ طالبان مارے گئے ہیں، جو ان کے مطابق سکیورٹی فورسز پر حملے کی تیاری کر رہے تھے۔ انہوں نے یہ الزام بھی لگایا کہ طالبان نے مقامی لوگوں کو پیسے دے کر انہیں مظاہرہ کرنے پر اکسایا ہے۔ تاہم امارت اسلامیہ کے ترجمان نے یہ دعوی مسترد کرتے ہوئے کہا کہ اس حملے میں شہید ہونے والے عام لوگ تھے۔

# کابل انتظامیہ کا ہر دعویٰ جھوٹ

جاوید علی خیل

کابل انتظامیہ کے ترجمان، گورنرز اور دیگر اعلیٰ عہدے داروں نے حال ہی میں اپنے جھوٹ کا گراف مزید بلند کر لیا ہے۔ جو لوگ سیاست اور جنگ دونوں ہار چکے ہیں، اب ان کے لیے صرف جھوٹ کا میدان باقی ہے۔ وہ اس میں زیادہ مہارت اور کافی تجربہ رکھتے ہیں۔ گزشتہ کچھ دنوں میں کابل انتظامیہ کے عہدے داروں نے متعدد دعوے کیے، لیکن جلد ہی وہ جھوٹ نکلے۔ جھوٹے حکام پوری قوم کے سامنے بے نقاب ہوئے ہیں۔ ایک بار کابل کے شمال میں میر بچہ کوٹ نامی علاقے میں نامعلوم افراد نے بجلی کا ٹاور دھماکا خیز مواد سے تباہ کر دیا۔ جس سے کابل کے کچھ علاقوں کو بجلی کی فراہمی معطل ہو گئی۔ ایوان صدر کے ترجمانوں نے اس کا الزام طالبان پر لگا دیا۔ کچھ دن بعد مقامی لوگوں کے تعاون سے بجلی کے ٹاور تباہ کرنے والے عناصر کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان میں سے کوئی بھی طالبان یا امارت اسلامیہ سے وابستہ نہیں تھا۔ اس کے بعد بجلی کے کھمبوں پر بار بار حملے ہوتے رہے ہیں۔ پژواک خبر رساں ادارے نے بجلی کے ٹاور تباہ کرنے والے افراد کے بارے میں سروے کیا۔ اس کے مطابق 90 فیصد شہریوں کا خیال تھا کہ بجلی کے کھمبوں کی تباہی ریاستی مافیا کا کام ہے، جو تیل اور گیس فراہم کرتا ہے۔ اس کا مارکیٹ پر کنٹرول ہے یا اس میں وہ سینئر افسر ملوث ہیں، جو بجلی کمپنی کے مقروض ہیں اور وہ اب بجلی کمپنی پر دباؤ ڈال کر ان سے اپنے مطالبات تسلیم کرانا چاہتے ہیں۔

اس کے بعد ہلمند میں کٹھ پتلی حکام نے دعویٰ کیا کہ طالبان ناد علی اور لشکر گاہ کے مابین سڑک تباہ کر کے اس کی تعمیر نو کر رہے ہیں۔ تاہم انہوں نے خراب ہونے والی سڑک کی جو تصاویر شائع کی تھیں، ان سے پتا چلتا ہے کہ سڑک کی تعمیر میں ناقص میٹریل کا استعمال کیا گیا ہے۔ جب کہ اس معاملے سے واقف افراد کا یہ بھی کہنا ہے کہ کچھ سال قبل اس علاقے میں طالبان اور افغان فورسز کے درمیان شدید جھڑپیں ہوئی تھیں۔ طالبان کی فرنٹ لائن یہاں موجود تھی۔ اس لیے ہر وقت یہاں فضائی حملے ہوتے تھے، جس کے باعث سڑک کو نقصان پہنچا۔

ایوان صدر کے حامیوں کا دوسرا جھوٹا دعویٰ ایک ویڈیو کے بارے میں تھا، جس میں کہا گیا تھا کہ پاکستانی فوجی افغان طالبان کو تربیت دے رہے ہیں۔ بعد ازاں یہ بات سامنے آئی کہ پاکستانی فوج کے ساتھ نظر آنے والے افراد طالبان نہیں، بلکہ اورکزئی ایجنسی سے تعلق رکھنے والے امن لشکر کے مسلح افراد تھے، جو پاکستانی فوج کے ساتھ مشترکہ پروگرام میں شریک تھے۔

ایوان صدر کے جھوٹے حکام کا تازہ ترین الزام قندوز کے ضلع خان آباد کی سڑکوں پر درخت کاٹنے بارے تھا۔ اس حوالے سے سوشل میڈیا پر کچھ ایسی تصاویر شائع ہوئیں کہ قندوز کے ضلع خان آباد کی مرکزی شاہراہ پر درخت کاٹ دیے گئے ہیں۔ کابل انتظامیہ کے جھوٹے عہدے داروں نے شور مچایا کہ یہ درخت طالبان نے کاٹے ہیں۔ تاہم بعد میں پتا چلا کہ بجلی کمپنی اور مقامی لوگوں کی درخواست پر درخت کاٹے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے میڈیا کو جاری کردہ پیغام میں کہا کہ قندوز میں بجلی کمپنی کے مطالبے اور مقامی لوگوں کے تعاون اور اتفاق سے کچھ علاقوں میں درخت کاٹے گئے ہیں۔ کیوں کہ اس علاقے میں بجلی کے ٹاور لگائے جا رہے تھے۔ جب کہ درختوں کی وجہ سے ٹاور لگانے میں کاری گروں کو مشکلات کا سامنا تھا۔ اس لیے درخت کاٹے گئے۔ جس پر کابل حکام کے جھوٹے ترجمانوں اور حامیوں نے زہریلا پروپیگنڈا کیا۔

مذکورہ مثالوں سے پتا چلتا ہے کہ کابل انتظامیہ کتنا جھوٹ بولتی ہے۔ اس کی طرف سے ہر واقعے کا الزام طالبان پر لگا دیا جاتا ہے۔ وہ کوئی موقع ضائع نہیں کرتی۔ وہ ہر وقت طالبان کی کردار کشی کے لیے کسی بھی واقع کی تلاش میں رہتی ہے۔ پھر بھی بہت جلد اس کے جھوٹ بے نقاب ہو کر اصل حقیقت قوم کے سامنے آ جاتی ہے۔ لہذا عوام جھوٹے حکام کے پروپیگنڈے پر کان نہ دھریں۔ جب تک کسی واقعے کی تحقیق نہ ہو جائے، تب تک دشمن کی باتوں پر یقین نہیں کرنا چاہیے۔

# مزارات کی بے حرمتی

سید عبدالرزاق

شام میں واقع حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جیسے پیکرِ عدل وانصاف کی قبر چاک کر کے اُسے آگ لگا دی گئی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ ان کی اہلیہ فاطمہ بنتِ عبدالملک اور امیر المؤمنین کے خادم یحییٰ کی قبر کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا گیا۔ قبر میں سے دہشت گردوں نے قبر سے جسم نکال کر اپنے چند ناپاک عقائد کی بنیاد پر جسموں کی خطرناک حد تک بے حرمتی کی ہے۔ ان بدعقیدہ لوگوں نے اپنے تئیں اپنے بغض کے اظہار کے لیے جو کچھ بن پڑا، کیا۔

میرا قلم یہ اندوہ ناک اور افسوس ناک واقعہ کو لکھنے سے عاجز ہے۔ میں اس تفصیل میں جائے بغیر دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے کچھ گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں:

۱ - چند سال قبل خوارج کے عقیدے والی داعش نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ کی قبر کے ساتھ یہی معاملہ کیا تھا۔ دنیائے اسلام نے اس واقعے کی بھرپور مذمت کی تھی۔ داعش کے گماشتوں کو ان جیسے اعمال کی وجہ سے بدترین انتہا پسند اور دہشت گرد قرار دیا تھا۔ شام میں اقتدار کی طاقت رکھنے والے جن بدعقیدہ بدبختوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی قبر کی بے حرمتی کی ہے، تمام امت یک جا ہو کر ایسے ناپاک عناصر کے خلاف جہاد کریں۔

۲ - اس منحوس عمل سے امتِ مسلمہ کی دل آزاری ہوئی ہے۔ اس کا بدلہ لینا یا اس کا ازالہ کرنا از حد ضروری ہے۔ مسلمانوں کے دلوں کو مرہم لگانا ایک ضروری معاملہ ہے، جسے بروئے کار لانا چاہیے۔

۳ - جو سیاہ اور بدترین کرتوت قبروں کے ساتھ کیا گیا ہے، یہ صرف اسلام کے خلاف عمل نہیں، بلکہ یہ انسانیت سوز روش ہے۔ حیوانیت اور درندگی کی انتہا ہے۔ اس طرح غیر انسانی عمل کے لیے 'فرقہ وارانہ جنگ سے گریز' جیسے بیانات کے ذریعے مجرموں کو کھلی چھوٹ دینے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ درحقیقت اس موقع پر تمام مسلمانوں کو متحد ہونے کی ضرورت ہے۔ اگر اس جیسے مزید سانحوں سے بچنا ہے تو مجرموں کو عبرت ناک سزا دینا ہوگی اور یہ صرف بیان بازی سے نہیں ہوگا۔ اس کے لیے عملاً میدان میں نکل کر مجرموں کی گردنوں کو شکنجے میں کسنے کی ضرورت ہے۔

۴ - حضرت عمر بن عبدالعزیز جس طرح اہلِ سنت عوام میں ایک امامِ عادل کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان کا انصاف، اسلام سے محبت وعقیدت اور اسلامی احکام کے نفاذ کا غلغلہ چہار دانگِ عالم میں پھیلا ہوا ہے۔ اسی طرح اہلِ تشیع کی کتب بھی عمر بن عبدالعزیز کی صفات میں رطب اللسان ہیں۔ شیعہ کتب میں حضرت امام باقر رحمہ اللہ کے حوالے سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی زبردست تعریف بیان کی گئی ہے۔

۵ - اقوامِ عالم میں عورت کو بہت احترام دیا جاتا ہے۔ خصوصاً اسلام نے عورت کو جو مقام عطا کیا ہے، اس پر اغیار بھی انگشت بدنداں ہیں۔ جب کہ مذکورہ واقعے میں جہاں عالمی قوانین کی پامالی ہوئی ہے، وہیں اسلامی اقدار کو شدید زک پہنچائی گئی ہے۔ حضرت فاطمہ بنت عبدالملک بن مروان کے ساتھ جو برتاؤ کیا گیا ہے، عقل ودانش اس پر ماتم کناں ہیں۔ حوا زادی کی حرمت کا استہزا کرنے والوں کے خلاف تمام مسلمانوں کو باہم اتحاد کر کے دشمن کے خلاف جہاد کرنا چاہیے۔

۶ - انسانی آبادی میں یہ دستور ہے کہ موت کے بعد سخت سے سخت دشمن کو بھی معاف کر دیا جاتا ہے۔ موت کے بعد اپنے دشمن کی لاش کو کوئی نقصان پہنچانا انتہا درجے کی بے غیرتی سمجھی جاتی ہے۔ جبکہ یہاں بے غیرتی کی تمام حدیں پار کر دی گئیں ہیں۔ ایک مردہ جس کی موت پر تیرہ صدیاں بیت چکی ہیں۔ تیرہ صدیوں تک ان کے ساتھ دشمنی رکھنا بدبختی اور بے غیرتی کی آخری حد ہے۔ یہ ہرگز کسی مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا۔

۷ - جس نے بھی یہ کام کیا ہے، وہ قطعاً مسلمان نہیں ہو سکتا۔ یہ کام صرف مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کے لیے کیا گیا ہے۔ ایسے میں مسلمانوں کے مخلص رہنماؤں کو سامنے آنا چاہیے۔ وہ اس حوالے سے مضبوط لائحہ عمل طے کر کے اسلام، اہلِ اسلام اور اسلامی مقدسات کے تحفظ کے لیے ہر طرح کے ممکن اقدامات سامنے لائیں۔

۸ - اس منحوس عمل کا ایک مقصد مسلم امت کے لیڈروں کو بے توقیر کر کے دلوں سے ان کی عظمت نکالنا ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ عہد کریں کہ اپنے عظیم رہنماؤں کی ہر طرح سے حفاظت کے ساتھ اُن کے نقشِ قدم پر چلیں اور اُن کی زندگی کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنائیں۔

# امارت اسلامیہ بقا کی بنیاد ہے

عطاء اللہ مبارز

تقریباً 25 سال پہلے عالی قدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے اسلامی نظام کے نفاذ، افغانستان کی سالمیت و ترقی، قوم کی خوش حالی، قیام امن اور افغانستان کے جغرافیائی ڈھانچے کے تحفظ کے لیے 'اسلامی تحریک طالبان' کے نام سے تحریکِ آزادی کی داغ بیل ڈالی۔ اسے بعدازاں امارت اسلامیہ میں تبدیل کیا گیا۔ امارت اسلامیہ نے مختصر عرصے میں افغانستان اور عوام کے لیے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ سوویت یونین کی یلغار کے خلاف افغان عوام کی تاریخی جدوجہد کی کامیابی کے بعد جہادی گروپس آپس میں دست و گریبان ہوگئے۔ افغانستان میں خانہ جنگی شروع ہوگئی۔ افغانستان میں انارکی پھیل گئی۔ ملا محمد عمر مجاہد کی قیادت میں امارت اسلامیہ نے افغانستان میں اسلام کا عادلانہ نظام نافذ کر کے افغانستان کو امن کا گہوارہ بنا دیا۔ منشیات کی پیداوار کا مکمل خاتمہ کر دیا۔ افغانستان میں مثالی امن قائم ہوا۔ پریشان حال لوگ مثالی امن اور خوش حالی سے لطف اندوز ہوئے۔ افغانستان کو تقسیم ہونے سے بچایا گیا۔ ایک وفاقی حکومت قائم کی گئی۔ افغان کرنسی کی قیمت بڑھانے اور اس کی قدر مستحکم کرنے کے لیے بنیادی کام کیا اور ٹاپی جیسے اہم منصوبوں کا پہلا مرحلہ مکمل کیا۔

اگر امارت اسلامیہ نہ ہوتی تو نئی مسلم نسل اسلامی نظام کی عملی بنیاد اور ڈھانچہ نہ دیکھ سکتی۔ ہمارے نوجوان اسلامی نظام کے بجائے موجودہ مغربی نظام کو آئیڈیل قبول کرتے اور اسلامی نظام بارے مغرب کے نظریے سے متاثر ہوتے۔ اسلامی نظام کا تصور صرف دینی کتابوں میں باقی رہ جاتا۔ اگر امارت اسلامیہ نہ ہوتی تو افغانستان کا موجودہ جغرافیائی ڈھانچہ موجود نہ ہوتا۔ آج اس کا نقشہ ہی مختلف ہوتا۔ امارت اسلامیہ ہی تھی، جس نے افغانستان کو تقسیم ہونے سے بچایا۔ جاگیرداروں اور مقامی حکمرانوں کو ختم کر کے افغانستان میں ایک طاقت ور مرکزی نظام قائم کیا۔ اگر امارت اسلامیہ نہ ہوتی تو نوے کی دہائی کی طرح آج بھی افغانستان میں مختلف جاگیرداروں کا راج قائم ہوتا۔ جس طرح نوے کی دہائی میں جاگیرداروں اور مقامی کمانڈروں نے جگہ جگہ ڈیرے قائم کیے تھے۔ مظلوم شہریوں پر مظالم ڈھاتے تھے۔ عوام کی جان، عزت اور مال محفوظ نہ ہوتے۔

اگر امارت اسلامیہ نہ ہوتی تو لسانی، نسلی اور قومی اختلافات کی وجہ سے افغان قوم متحد نہیں رہ سکتی تھی۔ یہ متعدد اقوام میں تقسیم ہو جاتی۔ تاہم امارت اسلامیہ نے اپنے دور حکومت کے دوران اور اس کے بعد اسلامی رہنما اصولوں اور اقدار کی بنیاد پر افغان قوم کو بچانے کے لیے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ اگر امارت اسلامیہ نہ ہوتی تو لوگ ہمیشہ کے لیے آزادی کی نعمت سے محروم رہتے۔ جب امریکا کے زیر قیادت مغربی قوتوں نے افغانستان پر حملہ کیا۔ مظلوم افغانوں کے خلاف جدید ہتھیاروں سے جنگ کا آغاز کیا تو امارت اسلامیہ کی قیادت میں افغان عوام نے بہادری اور ایمان داری کی جو تاریخ رقم کی اور 19 سالہ مزاحمت کے دوران بے مثال قربانیاں پیش کیں، وہ ناقابل فراموش ہیں۔ اللہ تعالی نے ان قربانیوں کی بدولت افغان عوام کو اس تاریخی معرکے میں سرخرو کیا ہے۔

دو دہائیوں سے جاری جنگ کے بعد امریکا نے محسوس کیا کہ اس فولادی قوم کے ساتھ جنگ میں شکست اور ذلت کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اس لیے امریکا نے افغان عوام کی مزاحمت اور عسکری قوت کی بدولت افہام و تفہیم کا راستہ اختیار کیا۔ بدنام زمانہ جیلوں سے امارت کے رہنماؤں کو رہا کیا۔ سیاسی ڈائیلاگ کے ذریعے افغان تنازع کا حل نکالا۔ طویل مذاکرات کے بعد 29 فروری کو دوحہ میں امارت اسلامیہ اور امریکا کے درمیان تاریخی معاہدہ ہوا، جس کے تحت 14 ماہ کے دوران تمام قابض فوج کا افغانستان سے مکمل انخلا ہوگا۔ افغانستان ایک بار پھر غلامی کی ذلت سے آزاد ہو کر دنیا کے نقشے پر ایک آزاد افغانستان کی حیثیت سے نمودار ہوگا۔ جس پر پوری قوم مبارک باد اور خراج تحسین کی مستحق ہے۔

امارت اسلامیہ افغانستان اور عوام کی بقا کی بنیاد ہے۔ تاریخ اسلامی نظام کے نفاذ، افغانستان کی آزادی اور قوم کی خوش حالی کے لیے امارت اسلامیہ کی عظیم کاوشوں اور کامیابیوں کو محفوظ کرے گی۔ اسی طرح امارت اسلامیہ عالم اسلام کے تمام مظلوم مسلمانوں کے لیے ایک مثال ہے، جو استعماری قوتوں کی جانب سے مظالم کے شکار ہیں۔

# جنگی جرائم اپریل 2020

سید سعید

یکم اپریل 2020 کو صوبہ فاریاب کے ضلع لولاش کے چشمہ سنگین کے علاقے میں افغان فورسز کی فائرنگ سے دو بچے شہید ہو گئے۔

یکم اپریل کو صوبہ زابل کے صدر مقام قلات کے لوڑ ھوتک گاؤں پر سرکاری فوج کے چھاپے میں ایک شہری شہید ہو گیا۔

یکم اپریل کو صوبہ بادغیس کے ضلع سنگ اتش کے جعفریان علاقے میں افغان فورسز نے 8 شہریوں کو گرفتار کر کے تشدد کا نشانہ بنایا۔

یکم اپریل کو صوبہ بادغیس کے ضلع بالا مرغاب کے علاقے جوی خوجی پساو میں افغان فورسز کے مارٹر گولے میں دو بچے شہید اور ایک زخمی ہو گیا۔

یکم اپریل کو صوبہ جوزجان کے ضلع مردیان کے گاؤں میں پولیس کی فائرنگ سے ایک شہری شہید اور دوسرا زخمی ہو گیا۔

2 اپریل کو صوبہ بدخشاں کے ضلع جرم کے علاقے خستک میں سرکاری فوج کی بمباری میں ایک خاتون سمیت دو بچے شہید ہو گئے۔

2 اپریل کو صوبہ فراہ کے ضلع پشترود کے مرکز میں سرکاری فوج کے فضائی حملے میں ایک شہری شہید اور اس کا بیٹا زخمی ہو گیا۔

3 اپریل کو صوبہ زابل کے ضلع شہر صفا کے گاؤں محمد زئی اکا میں افغان فورسز نے محلے کے پیش امام (مولوی عبدالستار) کو زدو کوب کیا اور اس کے بازو توڑ کر اس کے بیٹے کو شہید کر دیا۔

4 اپریل کو صوبہ زابل کے ضلع ارغنداب کے فقیر زو کے علاقے مرخنجک گاؤں میں حملہ آوروں نے ایک جنازے کی گاڑی پر حملہ کر کے 5 شہریوں کو شہید اور زخمی کر دیا۔

4 اپریل کو سفاک فوج نے صوبہ روزگان کے ضلع خاص روزگان کے گرم اب علاقے میں ایک شہری (حاجی عبدالکبیر اکا) کے گھر پر بمباری کی جس میں پانچ خواتین اور دو بچے شہید اور اس خاندان کے سربراہ حاجی عبدالکبیر سمیت 8 دیگر افراد زخمی ہو گئے۔

5 اپریل کو صوبہ میدان وردگ کے ضلع سید آباد کے علاقے شیخ آباد میں افغان فورسز کی فائرنگ سے ایک شہری شہید اور ایک خاتون زخمی ہو گئی۔

6 اپریل کو صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری کے ڈنڈ غوری کے علاقے میں سرکاری فوج کی گولہ باری کے نتیجے میں 3 شہری شہید اور زخمی ہو گئے۔

6 اپریل کو صوبہ میدان وردگ کے ضلع نرخ کی وادی تیمور میں سرکاری فوج نے دو شہری شہید اور ایک خاتون کو زخمی کر دیا۔

7 اپریل کو صوبہ قندھار کے ضلع دامان کے خوشاب کے علاقے میں حملہ آوروں کے ڈرون حملے میں چار بچے شہید اور آٹھ شہری زخمی ہو گئے۔

8 اپریل کو صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی کے علاقے نری ماندہ میں داخلی فورسز کی فائرنگ سے ایک خاتون شہید اور دو بچے زخمی ہو گئے۔

8 اپریل کو صوبہ میدان وردگ کے ضلع سید آباد میں افغان فورسز کے مارٹر گولے میں ایک خاتون شہید اور ایک شخص زخمی ہو گیا۔

8 اپریل کو افغان فورسز نے صوبہ میدان وردگ کے سید آباد کے علاقے پٹان خیل میں ایک مسجد پر بمباری کی جس میں ایک شہری محمد نور اور اس کا بیٹا شہید ہو گئے اور کچھ مکانات کو بھی نقصان پہنچا۔

9 اپریل کو افغان فورسز نے صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری کے علاقے گدائے خیل گاؤں پر ڈی سی توپوں سے فائر کیا جس کے نتیجے میں ایک مکان تباہ ہو گیا اور ایک خاتون شہید ہو گئی۔

9 اپریل کو صوبہ بدخشاں کے ضلع آرگو کے علاقے اسپنگل میں افغان فوج نے شادی کی تقریب پر بمباری کی جس کے نتیجے میں ایک شہری (حمید اللہ) اور ایک خاتون شہید ہو گئیں۔

10 اپریل کو حملہ آوروں نے صوبہ قندھار کے ضلع شاولی کوٹ اور صوبہ زابل کے ضلع میزان کے درمیان سلہ کے مقام پر ایک شہری (سردار محمد) کے گھر پر ڈرون حملہ کیا جس میں اس سمیت دو بچے شہید اور اس کے خاندان کے پانچ دیگر افراد زخمی ہو گئے۔

10 اپریل کو حملہ آوروں اور افغان فورسز نے صوبہ بدخشاں کے ضلع وردوج کے استرب، باشند، یومل اور تیر گران گاؤں میں رہائشی علاقوں پر بمباری کی جس میں

تین شہری شہید اور متعدد زخمی ہوگئے۔ جب کہ متعدد شہریوں کے گھر بھی تباہ ہوگئے۔

16اپریل کو افغان فورسز نے صوبہ غزنی کے ضلع آب بند کے دریاخان خیل گاؤں کے پیش امام (قاری محمد عبداللہ) کو شہید کردیا۔

16اپریل کو افغان فورسز نے صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب کے علاقے پدر میں ایک شہری (بخت اللہ ولد شاہ آغا) کو شہید کردیا۔

16اپریل کو صوبہ فراہ کے ضلع بالا بلوک کے کنسک علاقے میں افغان فوج نے ایک چرواہے کو شہید کردیا۔

17اپریل کو صوبہ پکتیا کے دارالحکومت کے قریب ابراہیم خیل گاؤں میں افغان فورسز کی گولہ باری سے ایک خاندان کی 6خواتین اور بچے شہید اور زخمی ہوگئے۔

18اپریل کو صوبہ تخار کے ضلع نمک اب میں افغان فورسز نے عام شہریوں کے 5 گھروں کو نذر آتش کردیا اور لوگوں کو بھاری مالی نقصان پہنچایا۔

18اپریل کو صوبہ بادغیس کے ضلع سنگ آتش کے بادروکی کے علاقے میں افغان فورسز نے ایک شہری کو شہید کردیا۔

19اپریل کو صوبہ زابل کے ضلع ارغنداب کے گاؤں سرحرار خیل کے قریب افغان فورسز نے ایک شہری (عتیق اللہ ولد طاہر کاکا) کو اس وقت شہید کردیا جب وہ اپنے کھیت کو پانی دے رہا تھا۔

20اپریل کو صوبہ کاپیسا کے ضلع الہ سای کے علاقے جنگیز میں پولیس اہل کاروں کی فائرنگ سے ایک شہری شہید ہوگیا۔

20اپریل کو صوبہ زابل کے ضلع اتغر کے گاؤں رسول خیل میں افغان فورسز نے ایک دینی مدرسہ تباہ کردیا اور اس میں درسی کتابیں اور مواد مٹی تلے دب گئے۔

22اپریل کو صوبہ بلخ کے ضلع خاص بلخ کے گاؤں گلشن میں افغان فورسز کی گولہ باری سے دو شہری شہید ہوگئے۔

22اپریل کو صوبہ جوزجان کے ضلع خماب کے متعدد دیہاتوں پر حملہ آوروں اور افغان فورسز کی مشترکہ کارروائی کے نتیجے میں 4شہری شہید اور زخمی ہوگئے اور مسجد اور اسپتال کے قریب لوگوں کے 22 مکانات کو تباہ کردیا گیا۔

24اپریل کو صوبہ بدخشاں کے دارالحکومت کے قریب بند کوچنک کے علاقے میں افغان فضائیہ کے حملے میں چار شہری شہید اور متعدد افراد زخمی ہوگئے۔

25اپریل کو صوبہ فاریاب کے ضلع بلچراغ میں پولیس اہل کاروں نے شہریوں کے چار مکانات کو نذر آتش کردیا اور لوگوں کو بڑے پیمانے پر مالی نقصان پہنچایا۔

27اپریل کو افغان فورسز نے صوبہ فراہ کے ضلع بالا بلوک کے کنسک گاؤں کی مرکزی جامع مسجد پر بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں ایک شہری (حاجی محمد رفیق کاکا) شہید ہوگیا۔

28اپریل کو صوبہ جوزجان کے ضلع آقچہ کے سرخ گاؤں پر افغان فورسز نے مارٹر گولے فائر کیے جس سے ایک شہری شہید اور ایک بچہ زخمی ہوگیا۔

28اپریل کو افغان فورسز نے صوبہ غور کے صدر مقام فیروزکوہ کے علاقے بادروک میں عام شہریوں کے گھروں پر چھاپہ مارا، لوگ خوف کے مارے قریبی پہاڑ کی طرف فرار ہوگئے اور کابل انتظامیہ کے طیاروں نے ان کو نشانہ بنایا اور سات شہریوں کو شہید کردیا۔

28اپریل کو صوبہ بدخشان کے ضلع کوہستان کے شپو کے علاقے میں ایک کسان کو سرکاری طیاروں نے شہید کردیا جب وہ کھیت میں ہل چلا رہا تھا۔

28اپریل کو صوبہ فراہ کے ضلع بالا بلوک کے شیوان علاقے میں افغان فورسز نے ایک شہری کو شہید اور ایک اور کو زخمی کردیا۔

28اپریل کو صوبہ دایکندی کے ضلع گجران کے بالا دشت کے علاقے میں حملہ آوروں کے ڈرون حملے میں ایک شہری شہید ہوگیا۔

29اپریل کو صوبہ بلخ کے ضلع خاص بلخ کے علاقے افلاس پوش میں افغان فورسز نے منہاج العلوم کے نام سے ایک مشہور دینی مدرسہ اور مسجد کو تباہ کردیا۔

29اپریل کو صوبہ فاریاب کے ضلع شیرین تگاب کے کوہ صیاد اور تورتکل کے علاقوں میں افغان فورسز نے رہائشی علاقوں پر مارٹر گولوں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں ایک خاتون شہید اور 6شہری زخمی ہوگئے۔

29اپریل کو قندوز کے صوبائی دارالحکومت کے علاقے زاخیلو میں افغان فورسز نے عام شہریوں کے گھروں پر مارٹر گولے داغے جس کے نتیجے میں ایک بوڑھا شخص شہید اور کچھ مکانات کو نقصان پہنچا۔

30اپریل کو صوبہ لوگر کے دارالحکومت کے قریب پورک گاؤں میں افغان فورسز کی فائرنگ سے ایک شہری شہید اور خواتین اور بچوں سمیت 7شہری زخمی ہوگئے۔

30اپریل کو صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار کے ینگی کے علاقے میں افغان فوجیوں کی فائرنگ سے ایک شہری شہید اور دوسرا زخمی ہوگیا۔

30اپریل کو افغان فوج نے صوبہ میدان وردگ کے ضلع سید آباد کے سالار بازار میں دو دکانوں کو آگ لگادی۔

ذرائع: "بی بی سی، آزادی ریڈیو، افغان اسلامک پریس، پژواک، خبریال، لراوبر، ٹن ڈاٹ ایشیا اور بینوا ویب سائٹس"

# افغانستان اپریل 2020 میں

احمد فاروقی

نوٹ : یہ تحریر ان واقعات اور نقصانات پر مشتمل ہے جن کا دشمن نے بھی اعتراف کیا ہے۔ مزید اعداد و شمار کے لئے امارت اسلامیہ کی آفیشل ویب سائٹ کا وزٹ کیجئے

امریکہ کے ساتھ امن معاہدے کے بعد مجاہدین کے حملوں میں معمولی کمی واقع ہوئی ہے، لیکن اس سال کے اپریل میں جس میں رمضان کا پہلا عشرہ بھی گزرا، مجاہدین نے مختلف شعبوں میں نمایاں کامیابیاں حاصل کیں۔ اس مہینے کے دوران امارت اسلامیہ میں بڑی تعداد میں دشمن کے اہلکار شامل ہوئے، اسی طرح مجاہدین کے حملوں سے دشمن کے سینکڑوں اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے، اور اسی ماہ کے دوران قابض فوج کی واپسی کا عمل جاری رہا۔ اس کے علاوہ دیگر اہم واقعات پر مشتمل رپورٹ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

## غیر ملکی حملہ آوروں کے نقصانات:

تاریخی معاہدے کی بنیاد پر ماہ اپریل میں قابض دشمن کی افواج کو کسی قسم کا جانی نقصان نہیں ہوا۔ اس ماہ کے دوران ایک بار بگرام ایئر پورٹ پر راکٹوں کا حملہ ہوا لیکن ہلاکتوں کے بارے میں مصدقہ اطلاعات موصول نہیں ہوئیں۔ اس کے علاوہ 21 اپریل کو قابض فوج کا ایک ڈرون طیارہ صوبہ فراہ کے ہوائی اڈے کے قریب گر کر تباہ ہوا۔

## افغان فورسز کے نقصانات:

مجاہدین کے حملوں میں کمی کے باوجود ماہ اپریل میں افغان فورسز کی ہلاکتوں میں اضافہ ہوا لیکن صحیح تعداد معلوم نہیں ہو سکی، دشمن کی ہلاکتوں کی چند مثالیں یہ ہیں۔

4 اپریل کو کابل کے ضلع پغمان میں اشرف غنی کا ایک خصوصی محافظ مارا گیا اور ایک اور محافظ کو 11 اپریل کو نامعلوم مسلح افراد نے ہلاک کر دیا۔ 17 اپریل کو صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ میں ایک پولیس افسر اپنے چار ساتھیوں سمیت مارا گیا۔ 24 اپریل کو صوبہ بادغیس میں ایک مقامی پولیس اہلکار اپنے 13 ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے بعد فرار ہو گیا اور 30 اپریل کو صوبہ ہلمند میں نیشنل ڈائریکٹوریٹ آف سیکورٹی کے آفسر مارا گیا۔

اس کے علاوہ اس ماہ کے دوران مجاہدین کے حملوں میں کابل انتظامیہ کے درجنوں سیکیورٹی اہلکار ہلاک ہو گئے ہیں۔

## نہتے شہریوں پر تشدد:

اگرچہ امن معاہدے کے بعد سے شہریوں کی ہلاکتوں میں کسی حد تک کمی واقع ہوئی ہے لیکن پھر بھی غیر ملکی اور افغان فورسز کے مظالم کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ جن کی چند مثالیں یہ ہیں۔

4 اپریل کو صوبہ بغلان میں مشتعل مظاہرین کا کہنا تھا کہ قابض اور افغان فورسز کی بمباری کے نتیجے میں خواتین اور بچوں سمیت متعدد شہری شہید ہوئے لیکن کابل انتظامیہ نے شرمناک دعوی کر کے انہیں طالبان قرار دیا۔ اسی روز صوبہ روزگان اور زابل میں سفاک دشمن کے دو الگ الگ حملوں کے نتیجے میں 15 شہری شہید ہو گئے، اسی دن صوبہ بدخشاں میں بھی قابض دشمن کے حملوں کے نتیجے میں 48 شہری شہید ہوئے۔ 8 اپریل کو صوبہ قندھار کے ضلع دامان میں دشمن کے فضائی حملوں میں 8 بچے زخمی ہو گئے۔ 11 اپریل کو قندھار کے ضلع شاہ ولی کوٹ میں دشمن کے فضائی حملے میں ایک خاندان کے 8 افراد شہید اور زخمی ہوئے۔

16 اپریل کو صوبہ پکتیا کے دارالحکومت میں پولیس اہل کاروں کی فائرنگ سے دو خواتین اور ایک بچہ شہید ہو گئے۔ 26 اپریل کو صوبہ میدان وردگ کی صوبائی کونسل کے ایک رکن نے کہا کہ افغان فورسز بغیر کسی لڑائی کے لوگوں کے گھروں پر حملے کرتی ہیں اور 30 اپریل کو میڈیا نے خبر شائع کی کہ صوبہ بلخ میں افغان فورسز کی گولہ باری سے ایک مسجد اور ایک دینی مدرسہ کو نقصان پہنچا۔

امارت اسلامیہ کی آفیشل ویب سائٹ پر ان واقعات، حملوں اور شہری ہلاکتوں سے متعلق مکمل رپورٹ مل سکتی ہے۔

## ہتھیار ڈالنے کا سلسلہ:

امن معاہدے کے بعد اور امارت اسلامیہ کے دعوت و ارشاد کمیشن کی کوششوں کی بنیاد پر افغان فورسز کے اہل کار آئے روز مجاہدین سے رابطے کرتے ہیں اور ان کے سامنے ہتھیار ڈالتے ہیں، اس سلسلے میں 3 اپریل کو صوبہ بلخ اور بدخشاں سمیت دیگر صوبوں میں افغان فورسز کے سینکڑوں اہل کار سرنڈر ہوئے، 15 اپریل کو صوبہ بلخ اور غور کے مختلف اضلاع میں 31 فوجی اور پولیس اہل کار مجاہدین کی صفوں میں شامل ہوئے۔ 17 اپریل کو صوبہ غور میں دشمن کے 40 مسلح فوجیوں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دئے۔ 22 اپریل کو صوبہ بادغیس کے ضلع جوند میں افغان فوج کے 19 سپاہیوں نے سرنڈر ہونے کا اعلان کیا، اور 28 اپریل کو صوبہ بلخ میں درجنوں اہل کاروں نے کابل انتظامیہ کی صف سے الگ ہو کر مجاہدین میں شامل ہونے کا اعلان کیا۔

امارت اسلامیہ میں شامل ہونے والے دشمن کے اہل کاروں کی صحیح تعداد امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن کی خصوصی رپورٹوں سے معلوم کی جاسکتی ہے۔

## الفتح آپریشن:

امن معاہدے کے باوجود افغان فورسز کے خلاف الفتح آپریشن جاری ہے اور اپریل کے مہینے کے دوران مجاہدین نے ان پر درجنوں چھوٹے اور بڑے حملے کیے۔

9 اپریل کو بگرام ایئرپورٹ پر نامعلوم افراد نے راکٹوں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں حملہ آور دشمن کو بھاری جانی نقصان پہنچا۔ 17 اپریل کو ضلع بگرام میں بگرام ایئربیس کے 6 اہلکار مارے گئے۔ حال ہی میں افغان فورسز نے صوبہ تخار میں مجاہدین کے خلاف آپریشن شروع کیا جس پر مجاہدین نے منہ توڑ جواب دیا اس دوران 20 اپریل کو دشمن کے 20 اہل کار مارے گئے، 29 اپریل کو کابل میں سڑک کے کنارے نصب بم دھماکے میں افغان نیشنل آرمی کے 18 جوان ہلاک اور زخمی ہوئے۔

## امن معاہدہ:

29 فروری کو امریکہ کے ساتھ امن معاہدہ ہوا جس کے مطابق دس مارچ سے قبل امارت اسلامیہ کے پانچ ہزار قیدیوں کو رہا کرنا تھا لیکن دو ماہ گزرنے کے باوجود امارت اسلامیہ کے بہت کم تعداد قیدی رہا ہوئے اور دشمن کی جانب سے کبھی کبھار حملے بھی ہوتے رہتے ہیں۔

معاہدے کی خلاف ورزی کے سلسلے میں 5 اپریل کو امارت اسلامیہ نے اعلان کیا کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی طرف سے معاہدے کی بار بار خلاف ورزیوں سے معاہدے کو نقصان پہنچے گا اور جنگ بڑھ جائے گی۔ 7 اپریل کو امارت اسلامیہ کی قیادت نے قیدیوں کے تبادلے کے لئے کابل بھیجا گیا وفد واپس بلایا۔ 8 اپریل کو امریکی وزیر خارجہ مائک پومپیو نے کہا کہ امن معاہدے پر عمل درآمد کے لئے وقت لگے گا لیکن افغانستان سے امریکی افواج کے انخلا کے لئے وہ پرعزم ہیں۔

## قابض فوج کا انخلا:

یکم اپریل کو نیٹو کے سکریٹری جنرل نے اعلان کیا کہ اب وقت آگیا ہے کہ افغانستان میں فوج کی تعداد کو کم کیا جائے اور 16 اپریل کو چار ہزار فوجیوں کے انخلا کی خبر شائع کی، 18 اپریل کو امریکہ نے امن معاہدے پر عمل درآمد کے سلسلے میں افغانستان میں جاسوس کارندوں کی تعداد کم کرنے کے لئے اپنی تیاری کا اعلان کیا۔ 22 اپریل کو امریکی وزارت دفاع نے ایک بیان میں افغانستان سے کرائے کے ایک ہزار اہل کاروں کو واپس بلانے کا اعلان کیا۔ 27 اپریل کو 150 امریکی فوجی افغانستان سے واپس چلے گئے، اسی دن امریکی میڈیا نے خبر شائع کی کہ ٹرمپ نے افغانستان سے مکمل طور پر اپنی فوجیوں کو واپس بلانے کا عندیہ دیا ہے، خود ٹرمپ نے امریکی قومی سلامتی کونسل کے ارکان سے ملاقات کے دوران اس عزم کا اظہار کیا۔ دوسری جانب 28 اپریل کو جنرل ملر نے کہا کہ اگر طالبان کے حملے جاری رہے تو ہم اس کا جواب دیں گے، حالانکہ امن معاہدہ امریکی افواج کو براہ راست حملوں اور جنگ کے بعد کی کارروائیوں کی اجازت نہیں دیتا ہے۔ امارت اسلامیہ کے ترجمان نے بھی میلر کے بیان کے اظہار خیال پر شدید رد عمل ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ پُرامن ماحول میں اس قسم کے اشتعال آنگیز بیانات جنگ کی شدت کا باعث بن سکتے ہیں، 30 اپریل کو امارت اسلامیہ نے ایک بیان میں کہا کہ اب تک افغانستان سے 5 ہزار امریکی فوجی نکل گئے ہیں۔

## اپریل 2020 میں ہونے والی کارروائیوں کا جدول

| نمبر شمار | صوبہ | کارروائیوں کی تعداد | فدائی حملے | دشمن کے نقصانات | | | | | مجاہدین کے نقصانات | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | | | صلیبیوں کی اموات | صلیبیوں کے زخمی | ایجنٹوں کے ہلاکتیں | ایجنٹوں کے زخمی | فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی | مجاہدین کے شہداء | مجاہدین کے زخمی | گاڑیوں کی تباہی |
| ۱ | قندہار | 89 | | | | 200 | 53 | 37 | 1 | 6 | |
| ۲ | ہلمند | 92 | | | | 120 | 125 | 28 | 18 | 22 | |
| ۳ | زابل | 42 | | | | 98 | 21 | 11 | 1 | 6 | |
| ۴ | ارزگان | 36 | | | | 120 | 55 | 13 | 1 | 3 | |
| ۵ | ہرات | 59 | | | | 56 | 53 | 8 | 1 | 5 | |
| ۶ | فراہ | 36 | | | | 43 | 31 | 3 | 8 | 6 | |
| ۷ | بادغیس | 29 | | | | 68 | 66 | 22 | 10 | 15 | |
| ۸ | نیمروز | 18 | | | | 20 | 3 | 2 | 2 | 5 | |
| ۹ | غور | 20 | | | | 28 | 27 | 9 | 1 | 3 | |
| ۱۰ | فاریاب | 41 | | | | 32 | 51 | 11 | 2 | 6 | |
| ۱۱ | کونڑ | 11 | | | | 5 | 7 | 2 | 0 | 0 | |
| ۱۲ | نورستان | 3 | | | | 0 | 2 | 0 | 0 | 0 | |
| ۱۳ | غزنی | 44 | | | | 62 | 41 | 13 | 0 | 0 | |
| ۱۴ | خوست | 33 | | | | 20 | 29 | 3 | 0 | 0 | |
| ۱۵ | میدان وردگ | 81 | | | | 98 | 35 | 23 | 0 | 0 | |
| ۱۶ | لوگر | 68 | | | | 163 | 59 | 27 | 0 | 0 | |
| ۱۷ | کاپیسا | 14 | | | | 25 | 6 | 0 | 0 | 0 | |
| ۱۸ | پکتیا | 42 | | | | 78 | 35 | 11 | 0 | 0 | |
| ۱۹ | پکتیکا | 12 | | | | 12 | 7 | 0 | 0 | 0 | |
| ۲۰ | ننگرہار | 26 | | | | 30 | 20 | 5 | 0 | 0 | |
| ۲۱ | لغمان | 28 | | | | 29 | 24 | 6 | 0 | 0 | |
| ۲۲ | کابل | 28 | | | | 23 | 15 | 7 | 0 | 0 | |
| ۲۳ | پروان | 6 | | | | 8 | 6 | 3 | 0 | 0 | |
| ۲۴ | کندز | 33 | | | | 72 | 30 | 7 | 0 | 0 | |
| ۲۵ | بغلان | 12 | | | | 14 | 7 | 3 | 0 | 0 | |
| ۲۶ | تخار | 14 | | | | 68 | 51 | 8 | 0 | 0 | |
| ۲۷ | سمنگان | 5 | | | | 6 | 10 | 0 | 0 | 0 | |
| ۲۸ | بدخشان | 16 | | | | 28 | 37 | 3 | 0 | 0 | |
| ۲۹ | جوزجان | 10 | | | | 41 | 29 | 3 | 0 | 0 | |
| ۳۰ | بلخ | 70 | | | | 111 | 67 | 26 | 0 | 0 | |
| ۳۱ | بامیان | | | | | | | | | | |
| ۳۲ | سرپل | 17 | | | | 29 | 54 | 7 | 0 | 2 | |
| ۳۳ | دای کندی | 2 | | | | 5 | 19 | 1 | 0 | 0 | |
| ۳۴ | پنج شیر | | | | | | | | | | |
| | مجموعہ | 1037 | | | | 1712 | 1075 | 302 | 45 | 79 | |

۶ - ریاستہائے متحدہ امریکا کیساتھ تاریخی معاہدے پر دستخط اور اس کے نتیجے میں جارحیت کا خاتمہ امارت اسلامیہ اور تمام افغان ملت کے لیے ایک عظیم کامیابی سمجھی جاتی ہے اور اگر اس پر نیک نیتی سے عمل درآمد کیا جائے تو یہ تمام فریقوں کے مفاد میں ہے۔ امریکا کیساتھ جس معاہدے پر دستخط ہو چکے ہیں امارت اسلامیہ اس معاہدے کی پوری پاسداری کو لازمی سمجھتی ہے اور اس کی پوری طرح پابند ہے۔ مخالف فریق سے مطالبہ کرتی ہے کہ اپنے وعدوں پر مستحکم رہے اور اس عظیم تاریخی موقع کو ضائع ہونے سے بچائے۔ مذکورہ معاہدے پر عمل درآمد ہمارے ملک اور امریکا کے لیے جنگ کے خاتمہ، ملک میں داخلی امن کے قیام اور اسلامی نظام کے نفاذ کا بہترین ذریعہ بن سکتی ہے۔

امریکی حکام سے کہنا چاہتا ہوں کہ انہیں کسی بھی طبقے کو اس بات کی اجازت نہیں دینی چاہیے کہ ہمارے اور آپ کے درمیان جو معاہدہ ہوا ہے اور جسے عالمی سطح پر تسلیم کرلیا گیا ہے، اس معاہدے پر عمل درآمد میں رکاوٹ بنیں، اس میں تاخیری حربے ڈالیں اور آخرکار اسے ناکامی سے دوچار کریں۔ اس معاہدے میں سب کچھ واضح طور پر لکھا چکا ہے۔ یہ معاہدہ افغان اور امریکہ دونوں اقوام کے مفادات کے تحفظ اور مسائل کے حل کے لیے ایک بہترین فریم ورک مہیا کرتا ہے، جس پر مکمل طور پر عمل درآمد ہونا چاہیے۔ آیئے اس معاہدے کے نفاذ میں آگے بڑھیں، تاکہ تمہاری افواج کے انخلا اور افغانستان و خطے میں امن اور استحکام کے لیے راہ ہموار ہو جائے۔

۷ - کابل انتظامیہ کے جیلوں میں قیدی سخت حالات اور مشکلات میں زندگی بسر کررہے ہیں، اس حوالے سے انسانی تنظیموں، فلاحی اداروں اور شخصیات کو اپنی ذمہ داری کا احساس کرنا چاہیے اور جلد از جلد قیدیوں کی حفاظت اور رہائی کے لیے ضروری اقدامات اٹھانے چاہئیں۔

۸ - مخالف صف میں کھڑے افراد اگر مخالفت سے دستبردار ہو جائیں، ہماری طرف سے ان کے لیے عام معافی کا اعلان ہے۔ ہم سب سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس عام معافی کے موقع سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ مخالفت سے دستبردار ہو جائیں اور ملک میں مکمل طور پر امن کے قیام اور اسلامی نظام کے نفاذ میں، جو اس ملک کے لاکھوں شہداء، زخمیوں، معذوروں، یتیموں، بیواؤں اور مصیبت زدہ افغانوں کی آرزو ہے، اس کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی نہ کریں۔

۹ - امارت اسلامیہ ملک بھر میں شہریوں کے تحفظ اور ان کے نقصانات کے حوالے سے شدید حساسیت رکھتی ہے، اسی بناء پر امارت اسلامیہ نے عام شہریوں کی زندگی کے تحفظ اور انہیں نقصان نہ پہنچانے کی غرض سے خصوصی کمیشن قائم کیا ہے، تاکہ جنگوں میں مجاہدین کی جانب سے عام شہریوں کو نقصان نہ پہنچے، اگر خدانخواستہ کوئی ایسا حادثہ رونما ہو جاتا ہے، تو اس کے مقدمہ کو فوری طور پر لیا جاتا ہے اور قصوروار افراد کو سزا دی جاتی ہے۔ مگر مخالف فریق کی جانب سے باربار عام شہریوں اور گھروں کو فضائی بمباری، میزائل حملوں اور بھاری ہتھیاروں کا نشانہ بنایا جاتا ہے، جو پریشان کن عمل ہے۔ اس حوالے سے انسانی شعبے میں کام کرنے والے ملکی اور بیرونی تمام حلقوں سے مطالبہ ہے کہ سویلین ہلاکتوں کی روک تھام کے لیے مؤثر اقدامات کریں۔

۱۰ - کرونا کی بیماری عالمی وبا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسی آزمائشیں انسانوں پر اس وقت آتی ہیں جب اللہ تعالیٰ کے دین، فطرت اور انسانی معیارات سے سرکشیاں اپنی آخری حد تک پہنچ جائیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنا چاہیے۔ اپنے اعمال کا از سر نو جائزہ لیں، اللہ تعالیٰ کے احکام کو ترک نہ کریں، اسلامی ہدایات کے مطابق اپنی زندگی کو سنوار دیں، تاکہ اس ہولناک عذاب اور آزمائش سے نجات پاسکیں۔

مذکورہ بیماری کی روک تھام کے سلسلے میں امارت اسلامیہ کے کمیشن برائے امور صحت کو ہدایات دے دی گئی ہیں کہ اپنی بساط میں جہاں تک ہوسکے اس سلسلے میں جدوجہد کریں۔ عوام کو طبی سہولیات فراہم کریں اور جتنا ممکن ہوسکے، اپنی طاقت بروئے کار لانے سے دریغ نہ کریں۔ عام ہموطنوں سے بھی ہماری گذارش ہے کہ اس بیماری سے بچاو کی خاطر شرعی اور طبی ہدایات کو مدنظر رکھیں، تاکہ خدانخواستہ متاثر نہ ہو جائیں، عالمی صحت کی تنظیموں سے مطالبہ کرتا ہوں کہ ہمارے ہموطنوں کیساتھ اس بیماری کی روک تھام میں زیادہ تعاون کریں اور ضروری وسائل مہیا کریں۔ امارت اسلامیہ امدادی سامان کی منتقلی اور شفاف طریقے سے مستحقین میں ان کی تقسیم کے سلسلے میں فلاحی اداروں کیساتھ ہر قسم کا تعاون کرنے کے لیے تیار ہے۔

۱۱ - امارت اسلامیہ کے تمام مجاہدین کو ہدایت دیتا ہوں کہ اس نازک صورتحال میں عام لوگوں کیساتھ ہمدردی اور شفقت بھرا سلوک کریں۔ کسی کو نقصان اور اذیت پہنچانے کا سبب نہ بنیں۔ کسی سے تکبر اور ظلم سے پیش نہ آئیں۔ اقتدار اور وسائل کا عوام کی اذیت کے لیے استعمال نہ کریں۔ ہر قسم کے امتیازی حیثیت، جاہ طلبی اور برتری کے حصول سے گریز کریں۔ ہر افغان کو اپنا بھائی سمجھ کر اس کی عزت کریں۔

آخر میں ایک بار پھر اس بات کا اعادہ ضروری سمجھتا ہوں کہ عید کے ان مبارک ایام میں کرونا وائرس کی وجہ سے تمام اہل وطن شدید مسائل سے دوچار ہیں۔ غریب اور لاچار افراد کے لیے مزدوری کے مواقع نہیں ہیں۔ لہذا ہمارے تاجر بھائیوں کو چاہیے کہ غریبوں پر شفقت کریں۔ شہداء کے خاندانوں، یتیموں، بیواؤں اور اپنے رشتہ داروں کا خاص خیال رکھیں اور غریبوں کیساتھ اپنی ہمدردی اور تعاون سے دریغ نہ کریں۔ والسلام

امیر المؤمنین شیخ الحدیث مولوی ہبۃ اللہ اخندزادہ زعیم امارت اسلامیہ افغانستان

۲۷ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ ق

۲۰ مئی ۲۰۲۰ء

۳۱ ثور ۱۳۹۹ھ ش

# عید الفطر کی مناسبت سے عالی قدر امیر المؤمنین شیخ الحدیث مولوی ہبۃ اللہ اخوندزادہ حفظہ اللہ کا پیغام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله.

قال الله عز وجل في محكم كتابه : إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا ﴿١﴾ لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ﴿٢﴾ وَيَنْصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا ﴿٣﴾ الفتح

## افغانستان کی مومن ومجاہد قوم، افغان مجاہدین اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

عید سعید، عید الفطر کی آمد کے موقع پر آپ حضرات کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالی آپ کے روزے، تراویح اور تمام عبادات قبول فرمائے۔ اللہ تعالی شہداء کی شہادتیں قبول فرمائے۔ مجاہدین اور مجاہد ملت کو ان کی خدمات اور تکالیف کا اجر عطا فرمائے، زخمیوں کو اللہ تعالی شفاء عاجلہ اور قیدیوں کو نجات اور قید سے خلاصی نصیب فرمائے۔

شہداء کے خاندانوں، عزیزواقارب اور بچوں کے لیے اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ انہیں صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے اوران کے مقدس آرمانوں کی تکمیل فرمائے۔

مؤمن ہموطنو!

ملک کی موجودہ صورتحال میں امارت اسلامیہ کا مؤقف اور اہداف آپ کے سامنے واضح کرنے کے لیے چند باتوں کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں۔

۱ - ہمارا جہاد اللہ تعالی کی رضا، ملک کی مکمل خود مختاری اور یہاں حقیقی اسلامی نظام کے نفاذ کے اہداف لے کر یہاں تک پہنچا ہے۔ اس جہاد میں عوام اور مجاہدین نے جو قربانیاں دیں اور جو تکالیف اور مصائب جھیلے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ لہذا مذکورہ اہداف کو حاصل کرنے اور انہیں استقلال بخشنے کے لیے اور اس کی راہ میں حائل فتنوں اور خطروں کی روک تھام کے لیے تمام ہموطنوں، خصوصا امارت اسلامیہ کے ذمہ داران اور مجاہدین سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے بنیادی مقاصد اور اہداف پر سنجیدگی سے توجہ دیں۔ اپنی صف اور قوت کو مضبوط تر کریں۔ باہمی اتحاد اور اطاعت کو مزید مستحکم رکھیں اور انتظامی ڈھانچے کو مزید منظم کریں۔

۲ - چونکہ امارت اسلامیہ تمام ہموطنوں کا مشترکہ گھر ہے اور اس قوم کی ۴۰ سالہ قربانیوں اور آرزوؤں کی تکمیل کی خاطر جدوجہد میں مصروف ہے، اس لیے ملک کے علماء کرام، روحانی مشائخ، قبائلی عمائدین، مصنفین، شعراء، ادیب اور تمام بااثر شخصیات کو چاہیے کہ ملک میں حقیقی اسلامی نظام کے نفاذ، امن، تعمیرنو، اتحاد اور خود مختار افغانستان کے لیے ہم سے مزید تعاون کریں۔ اپنی تمام قوت بروئے کار لائیں۔ اپنے حلقے کے لوگوں، شاگردوں اور متعلقین کو حقائق سے آگاہ کریں۔ اپنی قابل فخر تاریخ سے انہیں باخبر کریں۔ دشمنی، تعصبات، اختلافات، اخلاقی بدعنوانی اور ہر اس برائی کا مقابلہ کریں جو ہمارے مقدس دین، ملک کی سلامتی اور استقلال کو نقصان پہنچائے۔ یہ صاحب علم وفضل شخصیات افغانستان کی اسلامی شناخت، جہاد، حق کے لیے جدوجہد اور آئندہ نسل کی بیداری کے لیے مزید جدوجہد کریں، تاکہ ہمارے ملک میں اسلامی اور ملی اقدار کے تحفظ کے لیے قربانی کا جذبہ مزید قوی اور مضبوط ہوسکے۔

۳ - عالمی اور علاقائی ممالک سے امارت اسلامیہ کے سیاسی تعلقات ماضی کی نسبت بہت وسیع ہوچکے ہیں۔ امارت اسلامیہ کی پالیسی اور مؤقف ان پر واضح ہوچکا ہے، جس کی بنیاد پر یقین اور اعتماد کی فضا قائم ہورہی ہے۔ ہم اپنی پالیسی کے مطابق اسلامی ممالک سے اسلامی بھائی چارے کا رشتہ، پڑوسی ممالک سے اچھے ہمسائے اور خطے اور دنیا بھر کے تمام ممالک کیساتھ مفید تعلقات مزید مضبوط کرنا چاہتے ہیں، تاکہ علاقائی اور عالمی معاشی خوشحالی، امن اور مشترکہ زندگی کے شعبوں میں لازمی ذمہ داری ادا ہوتی رہے۔ دیگر ممالک سے بھی یہی امید رکھتا ہوں کہ اس سلسلے میں اسی نوع کے اقدامات اٹھائیں گے۔

۴ -وہ طبقات یا شخصیات جو جارحیت کے خاتمہ کے بعد مستقبل کے نظام کے متعلق خدشات کا شکار ہیں، امارت اسلامیہ ایک بار پھر ان سب کو یقین دلاتی ہے کہ امارت اسلامیہ کی پالیسی انحصار طلب نہیں ہے، ہر کسی کو مرد ہو یا عورت انہیں ان کے حقوق ملیں گے، اس نظام میں کوئی بھی محرومیت اور محکومیت محسوس نہیں کریگا اور ان تمام شعبوں تک رسائی حاصل کی جائے گی، جو معاشرے کی خوشحالی، استحکام اور ترقی کے لیے ضروری ہیں۔ سب کچھ مقدس شریعت کی روشنی میں آگے بڑھتا رہیگا۔ ان شاء اللہ تعالی۔

۵ - چند وہ عناصر جو بیرونی انٹیلی جنس حلقوں کی جانب سے دیے جانے والے منصوبے کی مطابق اپنے مذموم اہداف اور اقتدار تک پہنچنے کے لیے ملک میں لسانی، قومی، مذہبی اور دیگر بنیادوں پر تنازعات اور تعصبات کو بھڑکانا چاہتے ہیں اور ملک کی سلامتی کو خطرے سے دوچار کرنا چاہتے ہیں، انہیں سمجھنا چاہیے کہ افغان ملت اور امارت اسلامیہ انہیں اس طرح کے اعمال کی اجازت نہیں دے گی۔ جس طرح ماضی میں اس طرح کے خطرات میں ملک کا دفاع کیا تھا، اب بھی ہمارے پاس صلاحیت ہے کہ اس کی روک تھام کریں ان شاء اللہ۔ لہذا بہتر یہ ہوگا کہ ایسی حرکتوں کے مرتکب افراد اپنی اپنی گریبانوں میں جھانکیں، مزید ناجائز اعمال وافکار سے اس ملت کو مسائل اور مشکلات سے دوچار نہ کریں۔

بقیہ.... صفحہ ماقبل پر